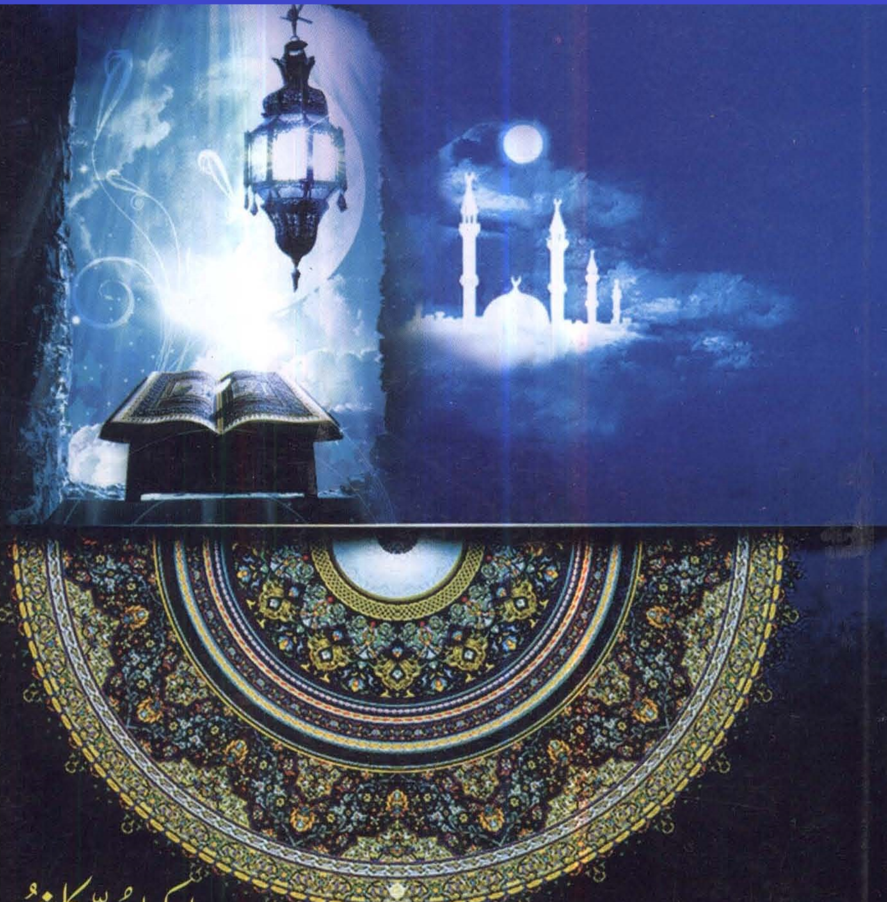
رمضان مبارک

روح کی ترقی کا مہینہ



ڈاکٹر اُمِّ کلثوم

رمضان المبارک

روح کی ترقی کا مہینہ

ڈاکٹر اُم کلثوم

پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن
(شعبہ خواتین)

نام کتاب : رمضان المبارک روح کی ترقی کا مہینہ
مصنفہ : ڈاکٹر اُم کلثوم
ناشر : پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن (شعبہ خواتین)
اہتمام : شوکت زمان
مطبع : ایوب پرنٹرز
قیمت : -/80 روپے

ڈاکٹر کا حلف

میں خدائے بزرگ و برتر کو گواہ بنا کر عہد کرتی / کرتا ہوں کہ میں

- اپنے فرائض کی ادائیگی میں خدائی ہدایات کو رہنما رکھوں گی / گا۔
- ہر لحظہ تمام حالات میں انسانی زندگی کی حفاظت کروں گی / گا۔ اُسے موت، بیماری، اذیت اور بے چینی سے نجات دلانے کی ہر ممکن کوشش کروں گی / گا۔
- لوگوں کے وقار اور مرتبے کو قائم رکھوں گی / گا۔ اُن کے نجی معاملات کو مخفی رکھوں گی / گا اور اُن کے رازوں کی حفاظت کروں گی / گا۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اپنے، پرائے، اچھے، برے اور دوست دشمن، سب تک اپنی خدمات حاضر رکھوں گی / گا۔
- اپنے علم اور مہارت کو ہمیشہ انسانیت کی بھلائی ہی کی خاطر استعمال کروں گی / گا۔
- اپنے اساتذہ کا احترام کروں گی / گا۔ ماتحت ساتھیوں تک علم پہنچاؤں گی / گا۔ ہم پیشہ افراد کے ساتھ رشتہ اخوت استوار رکھوں گی / گا۔
- خلوت اور جلوت میں اپنے ایمان کی حفاظت کروں گی / گا۔ ہر اُس کام سے اجتناب کروں گی / گا جو مجھے اللہ اُس کے رسول ﷺ اور اپنی دینی بہنوں کی نظر میں شرمسار کرے۔

اللہ تعالیٰ مجھے یہ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قَدْ جَاءَ كُمْ رَمَضَانَ شَهْرٌ مُّبٰرَكٌ

تمہارے پاس رمضان آیا ہے، مبارک مہینہ! (مسند احمد ۱۴۸/۷)

رمضان کی پہلی رات اللہ کا منادی پکارتا ہے:

اے خیر کے طالب آگے بڑھ!

اے شر کے شائق رُک جا!

چاند دیکھنے کی دُعا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب ہلال دیکھتے تو فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ ھِلَالُ رُشْدٍ وَّخَیْرٍ (ترمذی)

"اے اللہ! ہم پر یہ چاند امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ طلوع فرما۔

(اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے، (اس سے ہم دعا کرتے ہیں کہ یہ) ہدایت وخیر کا چاند ہو۔"

نبی ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہیں (اپنی رحمتوں سے) ڈھانپ لیتا ہے، وہ اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے، دعاؤں کو قبول کرتا ہے، وہ تمہاری رغبت، چاہت اور جوش و خروش کو دیکھ کر فرشتوں پر فخر کرتا ہے اس لیے تم اللہ کو اپنی طرف سے بھلائی دکھاؤ۔ جو اس مہینہ میں اللہ کی رحمت سے محروم گیا وہ انتہائی بدبخت ہے"۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

روزہ......روحانی بالیدگی کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے جس طرح تم سے پہلے (انبیاء علیہم السلام) کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی۔“ (البقرۃ ۱۸۳)

صوم کا لغوی معنی ہے ”رک جانا“۔ اصطلاحاً اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر خواہشات سے رُکے رہنا۔

رمضان کے مہینہ میں یہ عبادت تمام اہل ایمان پر لازم کر دی گئی ہے۔ یہ خبر بھی دی جا رہی ہے کہ صوم یا روزہ تمام اُمتوں کے لیے فرض رہا ہے۔ اس وقت اس کرۂ ارض پر موجود تمام مذاہب اور ملتوں میں ”روزہ“ کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ ہر مذہب اور ملت نے سال کے مختلف اوقات میں روزہ کا اہتمام کر رکھا ہے۔ روزہ کے بارے میں بنیادی سوچ تمام مذاہب میں ایک ہی ہے۔ اس عبادت کو روحانی ترقی اور ”نروان“ حاصل کرنے میں سب سے اہم سمجھا جاتا ہے۔ قرآن اس مقصد کو ”تقویٰ“ کہتا ہے۔

روح کی ترقی......انضباط خواہش:

راہب، جوگی اور اعلیٰ روحانی مدارج کے حصول کے لیے کوشاں تمام افراد روحانی ترقی کے لیے ''ترک لذات'' کو بنیادی ضرورت اور خوبی سمجھتے ہیں۔ اسلام ترک لذات اور ترک تعلقات کا حکم تو نہیں دیتا لیکن چاہتا ہے کہ تمام تر لذتیں اور تعلقات رب کریم کے حکم کے تابع ہو جائیں۔ ''روزہ'' ان بنیادی خواہشات کو 'ضبط' میں لاتا ہے۔ یہ چار ہیں:

طعام (کھانا پینا)، کلام (گفتگو)، منام (نیند) اور اختلاط مع الانام (لوگوں کے ساتھ میل جول) اعلیٰ روحانی مدارج کے متلاشی لوگ ان چار بنیادی خواہشات کو ترک کرنے کے لیے کٹھن ریاضتیں کرتے ہیں۔ لذیذ کھانوں کو ترک کرنا، کئی کئی روز کھائے پیئے بغیر گزارنا، مسلسل جاگنے کی مشق کرنا، انسانی تعلقات سے کٹ کر گوشہ نشینی اختیار کرنا وغیرہ۔ اسلام روزے کے ذریعے ان ضروریات اور خواہشات کو ایک ضابطہ کا پابند بناتا ہے۔ یہ ضابطہ رب کریم کا متعین کردہ ہے۔

ضبط طعام:

کھانا پینا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ تاہم کھانے پینے کا غیر معمولی شغف، چٹخاروں کا ذوق اور لذتوں کی طلب انسان کی روح کو بے پناہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ خواہش پرستی اور جسمانی آسودگی ابن آدم کو پستیوں کا ایسا خوگر کرتی ہیں کہ وہ اپنے اصل جوہر ''روح'' کی ضروریات سے غافل ہو جاتا ہے۔ اسے خیال تک نہیں آتا کہ روح کی تشنگی کا سامان بھی ضروری ہے۔

ابن آدم کی اس کیفیت کو قساوت قلبی کا نام دیا گیا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''کھانے پینے کی زیادتی سے دل کو مردہ نہ بناؤ۔ اس سے دل مر جاتا ہے۔

جس طرح ضرورت سے زائد پانی سے کھیتی مردہ ہو جاتی ہے۔''

یہ مردہ دل انسان اپنے رب سے غافل ہوتا ہے۔ نوعِ انسانی کے حقوق سے غافل ہوتا ہے۔ اس کے دل میں دوسروں کے لیے نرم اور لطیف جذبات پیدا ہی نہیں ہو پاتے۔ خواہشات کے اسیر اس بندے کو بس اپنے آرام و آسائش اور لذت کام و دہن کی فکر ہوتی ہے۔

بھرا ہوا پیٹ نفس میں ہیجان پیدا کرتا ہے اور وہ فضول اور بیہودہ کاموں پر جری ہو جاتا ہے۔ تاریخ انسانی کے بڑے بڑے مجرموں پر نظر ڈالئے، بالعموم وہ اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

لذتِ طعام کا رسیا اپنے رب اور اس کے بندوں کے حقوق سے واقف بھی ہو تو لذتوں کا نشہ اس کے وجود پر ایک کسل مندی طاری کر دیتا ہے۔ اس کے علم و فہم میں کجی پیدا ہوتی ہے اور طاعت و عبادت میں کوتاہی! اس کی عبادات شیرینی و حلاوت سے محروم ہوتی ہیں اور کارگاہِ حیات میں وہ کوئی بڑا کارنامہ سرانجام نہیں دے پاتا۔

ضبطِ کلام:

بندۂ مومن کے کلام پر یہ پابندی تو نہیں کہ وہ روزہ رکھ کر بولنا بالکل بند کر دے البتہ اسے بتا دیا گیا ہے کہ

''روزہ ایک ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ فحش گوئی نہ کرے۔ نہ شور و شغب کرے۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑنے کی کوشش کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔'' (صحیح بخاری ۱۹۰۴)

روزہ رکھ کر اپنے رب کا یہ بندہ اپنی زبان پر پہریدار بٹھا دیتا ہے کہ رمضان کی قیمتی

ساعتیں لایعنی گفتگو میں ضائع نہ ہوں۔غیبت (جسے قرآن اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا قرار دیتا ہے) سے روزہ مردار نہ ہو جائے۔فحش گوئی اور لڑائی جھگڑا سے کہیں اس کا روزہ محض فاقہ بن کر نہ رہ جائے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بہت سے روزے دار روزے تو بہت پابندی سے رکھتے ہیں لیکن وہ یہ خیال نہیں رکھتے کہ جس چیز سے روزہ افطار کر رہے ہیں وہ حلال ہے یا حرام! وہ دن بھر غیبت سے پیٹ بھرتے ہیں۔اجنبی چہروں سے آنکھیں سینکتے ہیں اور ذرا باک نہیں کرتے۔فضول باتوں میں لگے رہتے ہیں اور شیطان انہیں اطمینان دلاتا رہتا ہے کہ آپ کا روزہ قائم ہے۔یہ بھی شیطانی دھوکہ ہے۔''

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب تو روزہ رکھے تو چاہیے کہ اپنے کانوں، آنکھوں، زبان، ہاتھوں اور جسم کے تمام اعضاء کو اللہ کی ناپسندیدہ باتوں اور اس کے منع کردہ کاموں سے باز رکھے۔''

بندہ مومن ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ اس کی زبان کی معمولی لغزش اس کے روزے کو محض فاقہ بنا دے۔وہ دن بھر بھوکا پیاسا رہے، لذتوں سے محروم رہے اور پھر اسے کہا جائے کہ تیرے حصے میں بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص نے (روزہ رکھ کر) جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس سے کیا مطلب کہ اس نے اپنا کھانا پینا چھوڑ رکھا تھا۔''

ایک اور موقع پر فرمایا:

''بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جن کے حصے میں بھوک اور پیاس کے

سوا کچھ نہیں آتا۔"

اپنے رب سے محبت رکھنے والے اس بندے کو بتایا جاتا ہے کہ اسے اپنی زبان کو متحرک رکھنا ہے تو اللہ کے ذکر سے متحرک رکھے۔ مثلاً:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ العَظِیْمِ (مسلم۶۸۴۶)

"اللہ پاک ہے اور اس کی حمد ہے۔ اللہ پاک ہے بڑی عظمت والا۔"

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء۸۷)

"آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ پاک ہیں۔ بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔"

درود شریف کثرت سے پڑ ھئے۔ استغفار کی دُعائیں ورد کرتے رہیں اور سب سے اچھا ذکر تو تلاوت قرآن ہے۔ یہ مہینہ ہی قرآن کا مہینہ ہے۔

روزہ اور قرآن ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ نبی ﷺ رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سناتے:

"اور رمضان میں ہر رات جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے اور نبی ﷺ انہیں قرآن سناتے۔" (صحیح بخاری۱۹۰۲)

قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا، قرآن کی تفاسیر کا مطالعہ کرنا، قرآن فہمی کی محفلیں آراستہ کرنا رمضان میں کرنے کے پسندیدہ کام ہیں۔ قرآن بہترین کلام ہے اور تلاوت قرآن زبان کا بہترین استعمال ہے اور رمضان کی بہترین عبادت!

ضبط منام:

نیند کو کنٹرول کرنا ضبط نفس کی اہم مشق ہے۔ تہجد کی نماز، جو رات کو نیند توڑ کر اُٹھ کر

پڑھی جاتی ہے گراں قدر ذمہ داریوں کی ادائیگی میں خصوصی قوت عطا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلاً (المزمل ۶)

''درحقیقت رات کا اُٹھنا نفس پر قابو پانے کے لیے بہت کارگر اور قرآن ٹھیک پڑھنے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔''

رمضان کا مہینہ نیند کو ضبط میں لانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ تراویح کی طویل نماز، قیام اللیل، رمضان کا خصوصی تحفہ ہے۔ پھر سحری کے لیے بیدار ہونا اور معمول سے ہٹ کر اس وقت کھانے کا اہتمام کرنا۔ اہل ایمان کے بچوں کے لیے بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ کی خاطر اپنے آرام اور نیند کا یہ انضباط ان شاء اللہ روح کو اعلیٰ درجات عطا کرنے اور رب کریم کی رضا حاصل کرنے میں بہت معاون ہوگا۔ رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش میں یہ ضبط اعلیٰ درجہ تک پہنچ جاتا ہے اور اسے وہ رات نصیب کرنے میں معاون ہوتا ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور جس میں رات بھر فرشتے اور روح اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اُترتے ہیں۔ سلامتی کی بہترین رات!!

اختلاط مع الانام:

لوگوں کے ساتھ غیر ضروری میل جول نہ صرف تضیع اوقات کا سبب بنتا ہے بلکہ لایعنی گفتگو دلوں کو غفلت میں ڈال دیتی ہے اور بندہ طرح طرح کے دوسرے امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔ مثلاً تکاثر، ہمزہ لمزہ...... پھر زبان کی لغزشوں میں ابتلا کا اندیشہ!! روحانی ترقی کے جویا لوگ انسانوں کی محفلوں سے دور بھاگتے ہیں، تعلقات کو بڑی رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔ اسلام ہمیں ترک تعلقات اور گوشہ نشینی کا حکم نہیں دیتا بلکہ محفل آرائی کا ایسا ذوق عطا

کرتا ہے کہ یہ محفلیں تقرب الٰہی کا ذریعہ بن جائیں۔ قرآن فہمی کی محفلیں، ذکر الٰہی کی مجلسیں، قیام اللیل کی جماعت۔ تاہم گوشہ نشینی کی لذت نصیب کرنے کے لیے اعتکاف کی خصوصی عبادت ہے۔ جب بندہ سب سے کٹ کر صرف اپنے رب سے لو لگا لیتا ہے یہ رمضان کا خاص تحفہ ہے۔

روزے کے ضروری اجزا:

روزہ میں بندۂ مومن اپنی ضروریات، اپنی خواہشات اپنے رب کی رضا کے تابع کر لیتا ہے۔ اعلیٰ ترین درجات کے حصول کے لیے کوشاں رہنے والے بندے کو دو باتوں کے اہتمام کی خاص طور سے تاکید فرمائی گئی:

☆ایمان ☆احتساب

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

”جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ (بخاری ۳۸)

ایمان

ایمانی شعور کا مطلب ہے کہ آدمی جن حقیقتوں پر ایمان لایا ہے وہ اس کے ذہن میں تازہ ہوں۔ اللہ کی عظمت کا احساس، اس کے حضور جواب دہی کا تصور، اس کے وعدوں پر یقین، اس کے غضب سے بچنے کی فکر، اس کے عذاب کا خوف۔

اللہ اپنے رب سے شدید محبت!

اس لیے کہ اہل ایمان کی تو شان ہی یہ ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ ۱۶۵)

اللہ کے رسول ﷺ کی سنتوں پر چلنے کا عزم!!...... ان حقائق کے ادراک اور شعور کے ساتھ رکھا جانے والا روزہ ہی اصل روزہ ہے۔

احتساب:

احتساب سے مراد ہے کہ آدمی خالص اجر آخرت کے لیے روزہ رکھے، ہر وقت چوکنا رہے۔ ہر وقت اپنے خیالات اور اپنے عمل کا جائزہ لیتا رہے کہ کوئی اور محرک اس کے اخلاص کو گدلا نہ کر دے اور کہیں اس کا روزہ شرف قبولیت سے محروم نہ رہ جائے۔

روزہ کے ثمرات:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

"اور اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ روزہ رکھو۔" (البقرۃ ۱۸۴)

روزہ رکھنے سے بے شمار فوائد و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ انسان کو ارادے کی پختگی اور مشکلات میں ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔ وہ راحت اور آرام طلبی سے نجات پالیتا ہے۔ اس کے لیے عزیموں کا راستہ اختیار کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ وہ ہر حال میں اپنے محبوب، اپنے اللہ کی اطاعت کو اپنے آرام اور راحت پر ترجیح دینا سیکھ جاتا ہے۔ اس طرز عمل کو اپنی فطرت کا حصہ بنا لینے سے اسے جو نعمت نصیب ہوتی ہے اسے تقویٰ کہتے ہیں۔

یوں روزہ قرب الٰہی نصیب کرتا ہے:

روزہ تقرب الٰہی کے حصول کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ اللہ اپنے محبوب کی کبریائی کا اعلان

ہے، کتابِ ہدایت اور بے شمار دوسری نعمتیں ملنے پر اپنے رب کے حضور اظہارِ تشکر ہے۔

روزہ کفارہ ہے:

قرآن نے روزہ کو بعض کوتاہیوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔ مثلاً حالتِ احرام میں بال کٹوانا، شکار کرنا، قسم توڑ ڈالنا، بیوی کے ساتھ ظہار کرنا وغیرہ۔ رب کریم کی جانب سے مقرر کفارہ کے علاوہ روزہ چھوٹے موٹے دوسرے گناہوں کا بھی کفارہ بن جاتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس نے ایمان کی بنیاد پر رمضان کے روزے رکھے اور اجر وثواب کی نیت رکھی۔ اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔" (بخاری ۲۰۱۴، مسلم ۷۶۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پانچ نمازیں ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک، ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ بشرطیکہ وہ کبائر سے بچے۔" (مسلم ۲۳۳)

روزہ اور قرآن سفارش کریں گے:

روزہ اور قرآن قیامت کے روز بندے کے لیے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا:

"اے میرے رب! میں نے اسے دن میں کھانے پینے اور خواہشات سے باز رکھا۔ پس اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمالے۔"

اور قرآن کہے گا:

"میں نے اسے رات کو سونے نہیں دیا۔ اس لیے اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمالے۔"

چنانچہ ان دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔(مسند احمد۲/۱۷۴)

روزہ گناہوں سے مغفرت کروائے گا:

نبی ﷺ نے فرمایا:

''دوری ہو اس کے لیے جس نے رمضان پایا اور پھر اس کی مغفرت نہ ہو۔''

(المستدرک الحاکم۴/۱۵۴)

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔(مسلم)

مزید فرمایا:

اس ماہِ مبارک میں جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔(مسند احمد)

روزہ آگ سے بچائے گا:

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اللہ کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے اور آگ کے درمیان ایک خندق بنا دے گا جو آسمان و زمین کے برابر (چوڑی اور گہری) ہوگی۔''(ترمذی۱۶۲۴)

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

''روزہ آگ سے ڈھال ہے جس طرح کہ تم میں سے کسی کی ڈھال لڑائی میں کام دیتی ہے۔''(سنن نسائی۲۲۳۲)

حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مَّا لَمْ يَخْرِقْهَا

''روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس میں چھید نہ کرے۔'' (سنن نسائی ۲۲۳۵)

روزہ میں چھید کس طرح ہوتا ہے؟

اس کی وضاحت اس طرح کی گئی:

ام المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''روزہ آگ سے ڈھال ہے۔ جو روزے کی حالت میں صبح کرے تو وہ اس روز کوئی جہالت کی بات نہ کرے، اگر کوئی اس سے اس طرح کی بات کرے تو یہ اس سے جھگڑا نہ کرے اور گالی گلوچ نہ کرے۔ بلکہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔'' (سنن نسائی ۲۲۳۶)

ایک اور روایت میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کے ہر دن اور رات میں (لوگوں کو جہنم سے) آزاد کرتے ہیں اور (ماہ رمضان کے) ہر دن اور رات میں ہر مسلمان کے لیے ایک ایسی دعا ہے جسے قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔'' (ترغیب والترہیب)

روزہ جنت میں لے جائے گا:

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے کا سہارا دیا تو آپؐ نے فرمایا:

''جس شخص نے اللہ کی رضا کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے اللہ کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا اور اس پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسند احمد ۵/۳۹۱)

جنت کا دروازہ باب الریان روزہ داروں کے لیے مخصوص ہوگا:

حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جنت کا ایک دروازہ ہے جسے الریان کہا جاتا ہے۔ جس سے قیامت کے دن روزے داروں کے علاوہ اور کوئی نہیں گزرے گا۔ کہا جائے گا ''روزے دار کہاں ہیں؟'' وہ اُٹھیں گے۔ اس دروازہ سے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں گزرے گا۔ جب یہ گزر جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا۔ اس سے کوئی اور داخل نہیں ہو سکے گا۔'' (صحیح بخاری ۱۸۹۶)

روزے دار کو بے حساب اجر ملے گا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ابن آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے۔ ایک نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ''مگر روزہ! بے شک وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ میری خاطر ہی بندہ اپنے جذبات اور کھانا پینا ترک کرتا ہے۔'' (صحیح بخاری ۱۹۰۴)

روزے دار کے لیے دو خوشیاں:

روزہ دار کے لیے مزید خوش خبری یہ ہے کہ:

''روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی اسے روزہ کھولنے کے وقت ملتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس وقت ملے گی جب اس کی اپنے رب سے ملاقات ہوگی۔'' (صحیح مسلم ۱۱۵۱)

مزید برآں روزہ دار کے منہ کی مہک بھی پسندیدہ ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ بے شک روزے دار کے منہ کی مہک اللہ کے ہاں مشک سے بھی بڑھ کر ہے۔'' (سنن نسائی ۲۲۳۶)

روزہ خواہشات وجذبات کو منضبط کرتا ہے:

عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں علقمہ اور اسود کے ساتھ تھا۔ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور کچھ میسر نہ تھا۔ یعنی گھر بسانے کی کوئی صورت نہ تھی (وسائل کی قلت کے سبب) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جسے نکاح کی طاقت ہو وہ شادی کر لے۔ بے شک اس سے نظر نیچی اور عصمت محفوظ رہتی ہے اور جسے استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے۔ یہ اس کے جذبات کو توڑ دیں گے۔'' (صحیح بخاری ۵۰۶۶)

روزہ بے مثل عمل ہے:

روزہ کے یہ انعامات وفضائل دیکھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری یاد رکھیں۔ جب حضرت ابوامامہؓ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ

''کوئی ایسی بات ارشاد فرمائیں جو میں آپؐ سے خصوصیت کے ساتھ حاصل کرلوں۔''

فرمایا:

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ

''روزے رکھا کرو، اس جیسا کوئی عمل نہیں۔'' (سنن نسائی ۲۲۲)

روزہ اور رمضان:

روزے کی غرض و غایت یہ ہے کہ تربیت و تزکیہ کے ذریعہ "روح" کو اعلیٰ درجات سے ہمکنار کیا جائے۔ قرآن اس مقصود کو "تقویٰ" کہتا ہے۔ "تقویٰ" وہ قوت ہے جو نیکی کی راہ پر بڑھنا آسان اور برائی کی طرف جانا دشوار کر دیتی ہے۔

تقویٰ بندے کو رضائے رب کی اعلیٰ منزل تک پہنچاتا ہے اور انسان کے اندر یہ صلاحیت پیدا کرتا ہے کہ زندگی کی راہ میں اپنے معبود، اپنے محبوب اللہ کی نافرمانی کی خاردار جھاڑیوں سے اپنا دامن بچاتے ہوئے زندگی کا سفر طے کرے اور زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہ جائے جس پر رضائے رب کی چھاپ نہ ہو۔ وہ زندگی کے سمندر کی شناوری کرے مگر اس کا دامن اس کی آلودگیوں سے تر نہ ہو۔

یوں تو ہر روزہ اس مقصود کے حصول میں معاون ہے لیکن اس عبادت کو رمضان کے ساتھ لازم کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرة۱۸۵)

"تم میں سے جو یہ مہینہ پائے تو روزہ رکھے۔"

رمضان کو یہ عظمت اور بزرگی اس لیے نصیب ہوئی کہ اسی مہینہ میں قرآن نازل ہوا۔

قرآن اور رمضان کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔ رمضان میں روزوں کی فرضیت اس بات کا اعلان و اظہار ہے کہ روحانی پاکیزگی، جلا اور بالیدگی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک قرآن سے رہنمائی حاصل نہ کی جائے۔ قرآن کے حلال و حرام کو تسلیم نہ کیا جائے اور عملی زندگی میں اس پر عمل درآمد کے لیے مخلصانہ کوشش نہ کی جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

"وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں رکھتا جس نے اس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر رکھا ہے۔"

قرآن سے تعلق کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت اس کی ہدایات اور تعلیمات سے غافل اور بے نیاز ہو کر پڑھنے، سننے اور ختم کرنے کرانے ہی کو کافی نہ سمجھ لیا جائے۔ بلکہ اسے اپنی زندگی کا دستور بناتے ہوئے تمام معاملات اس کے مطابق طے کر لیے جائیں۔

یہی درحقیقت رمضان کا پیغام ہے۔ رمضان کا پورا مہینہ اس پیغام پر عمل کی جدوجہد کا مہینہ ہے۔ قرآن جیسی عظیم الشان نعمت کے اہم حقوق یہ ہیں:

① قرآن کے الفاظ کی درست ادائیگی کی مشق کرنا۔

② قرآن پر غور و فکر اور تدبر کرنا۔ حتیٰ کہ سمجھ اور فہم کے دروازے کھل جائیں۔

③ قرآن پر عمل...... سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ قرآن کی جو بات کان میں پڑ جائے اس پر فوری عمل کرنا۔

④ قرآن کے پیغام کی اشاعت و ترویج کے لیے کوشاں رہنا۔

عن ابی مالك الاشعری قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرْفَةً يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَلَانَ الْكَلَامَ وَتَابَعَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى وَالنَّاسُ نِيَامٌ (مسند احمد ۲۲۹۰۵)

ابی مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جنت میں ایک بالا خانہ ہے جس کا ظاہر باطن سے اور باطن ظاہر سے نظر آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے تیار کیا ہے جو لوگوں کو کھانا کھلائے، نرمی سے بات کرے، پے در پے روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں۔

ماہِ صیام

اس ماہ مبارک کی عظمت کے کیا کہنے جسے رسول اللہ ﷺ نے "شھر عظیم" اور "شھر مبارك" (بڑی عظمت والا اور بڑی برکت والا مہینہ) کہا اور جسے "سید الشھور" (تمام مہینوں کا سردار) قرار دیا۔

رب کریم نے ماہِ مبارک نصیب فرمایا۔ یہ ہم سب کی خوش نصیبی ہے۔ کتاب زندگی کو دلکش بنانے کا ایک گراں قدر موقع ملا۔ ہمیں خبر دی گئی ہے کہ:

- اس میں ایک رات ہے (لیلۃ القدر) جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر۔۳)
- اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض فرمائے اور (البقرہ۔۱۸۳)
- اس کی راتوں کے قیام کو نفل قرار دیا۔
- جو شخص اس مہینہ میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانے کے فرض کے برابر ثواب ملے گا۔
- یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔
- یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور
- یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔
- جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے

ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔

- اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلادے اس کو اللہ تعالیٰ حوض سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی۔ حتیٰ کہ وہ جنت میں پہنچ جائے۔
- اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔
- جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام اور خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔
- رمضان کی پہلی رات اللہ کا منادی پکارتا ہے: (اور پھر رمضان کے دوران یہ پکار جاری رہتی ہے)

"اے خیر کے طالب......! آگے بڑھ، اور اے شر کے شائق......! رُک جا۔"

طالب خیر کے لئے خوش خبری ہے کہ اس ماہِ مبارک میں:

- جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ روزہ کو بندہ کی طرف سے اپنے ربّ کے لئے تحفہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزے کے، روزہ تو بس میرے لئے ہے اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر وثواب دوں گا۔" (متفق علیہ)

- روزہ ڈھال ہے۔ (دنیا میں شیطان ونفس کے حملوں سے بچاؤ کے لئے اور آخرت

میں آتش دوزخ سے حفاظت کے لئے)

- جنت کے دروازوں میں ایک خاص دروازہ ہے جس کو"باب الریان" کہا جاتا ہے۔ اس دروازہ سے قیامت کے روز صرف روزہ داروں کا داخلہ ہوگا۔
- جو لوگ رمضان کے روزے ایمان و احتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔
- جو شخص روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔
- اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ سے آنے والی بو اللہ کے ہاں مشک سے بھی مہک میں اچھی جانی جاتی ہے۔
- جو شخص سفر وغیرہ کی شرعی رخصت اور بیماری کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے ،وہ اگر ساری عمر بھی روزے رکھے تو چھوڑے ہوئے روزے کی تلافی نہیں ہوسکتی۔

تاہم حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ"روزہ دار بھول کر کچھ کھا پی لے تو (اس کا روزہ ٹوٹا نہیں) وہ اسی کو پورا کرلے کیونکہ دراصل یہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے"۔(بخاری)

اس ماہِ مبارک کی یہ عظیم الشان فضیلتیں اور وعدے اس لئے ہیں کہ یہ مہینہ بلند پایہ مقاصد کے حصول کے لئے ایک تربیتی دور ہے۔قرآن پاک میں ان مقاصد کو واضح کرتے ہوئے فرمایا گیا:۔

- یہ تقویٰ،اللہ کی کبریائی کا اعتراف اور شکر گزاری کا اظہار ہے۔(البقرہ)
- راہِ راست کے حصول میں مدومعاون ہے۔

تقویٰ،شکر گزاری اور رشد وہدایت کے اعلیٰ مقاصد کے لئے یہ ایک ماہ کا مکمل تربیتی

عمل ہے۔ جس میں بندۂ مومن کے ایمان و عمل کو مسلسل امتحان کی کسوٹی پر پرکھا جا رہا ہے۔

سیّد مودودیؒ فرماتے ہیں:

''یہ گویا آزمائش کی آزمائش ہے اور ٹریننگ کی ٹریننگ! آپ جب کسی شخص کے پاس امانت رکھواتے ہیں تو گویا اس کی ایمانداری کی آزمائش کرتے ہیں۔ اگر وہ آزمائش میں پورا اترے اور امانت میں خیانت نہ کرے تو اس کے اندر امانتوں کا بوجھ سنبھالنے کی اور زیادہ طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ زیادہ امین بنتا چلا جاتا ہے۔''

اس ماہِ مبارک کی سب سے بڑی خصوصیت ہی یہ ہے کہ اس میں قرآن...... ایک عظیم الشان نعمت اور امانت...... ہمارے حوالے کی گئی۔ وہ امانت کہ جسے وسیع آسمان اور بلند و بالا مضبوط پہاڑ بھی اٹھانے پر تیار نہ ہوئے بلکہ اگر پہاڑوں پر اتار دیا جاتا تو وہ اس کی ہیبت سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

اس امانت کی قدر و قیمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ رات جس میں اس کا نزول ہوا (لیلۃ القدر) بنا دی گئی...... ہزار مہینوں سے بہتر رات! جس میں ملائکہ طلوع فجر تک رحمت و برکت اور سلامتی کے پیغام لے کر نازل ہوتے رہتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں:

> ''عظمت والی رات (یعنی لیلۃ القدر) کو رمضان کی آخری دس راتوں میں پانے کی کوشش کرو اگر کسی سے کچھ سستی اور کوتاہی ہو ہی جائے تو آخری سات راتوں میں تو وہ ہرگز بھی ہمت نہ ہارے''۔ (مسلم)

روزہ تقویٰ کی وہ صفت پیدا کرنے میں مدد و معاون ہے جس سے قرآن پر عمل کی راہ آسان ہو، اس امانت کی ذمہ داری ادا کرنا ممکن ہو، اور اہل جہاں کو اس کی برکتوں سے فیض یاب کرنے کے لئے جذبۂ جہاد بیدار ہو۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب روزے ''ایمان'' اور

''احتساب'' کے ساتھ رکھنے کا اہتمام کیا جائے...... ہر عمل کی بنیاد اور محرک خالصتاً اللہ کی محبت اور رضا کا حصول ہو اور اس پر اجر و ثواب کی طمع اور امید بھی صرف اسی سے ہو۔ ایمان اور احتساب ہی ہمارے اعمال کا تعلق ہمارے اللہ سے جوڑتے ہیں اور یہی ہمارے اعمال کے قلب و روح ہیں۔

اگر اس ماہِ مبارک کو ماہِ احتساب بنا دیا جائے جس میں ہر شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنے اعمال کا وزن ہونے سے پہلے خود ان کو تولے اور بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جائے۔ اپنی کوتاہیوں کو دور کرتے ہوئے اپنی شخصیت کو اپنے رب کی پسند کے مطابق ڈھال لے تو وہ دیکھے گا کہ تربیت کا یہ ایک مہینہ اس کی قوت ارادی کو مضبوط، اس کے اوقات کو منضبط اور اسے باطل سے مقابلہ کی زبردست قوت نصیب کرے گا۔

یہ مہلت عمل نہایت قیمتی سرمایہ ہے جو فنا ہو گیا تو نفع سے مایوسی ہو جائے گی۔ پھر انسان تمنا کرے گا کہ کاش زندگی کی مہلت کچھ مزید ہوتی کہ کوئی نیک عمل کر لیتا! اس مہلت کو ضائع ہونے سے بچانا ہی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ رمضان کی یہ قیمتی ساعتیں ممکن ہے کوتاہیوں کو دور کرنے اور اجر سمیٹنے میں معاون ہوں۔ رمضان المبارک کی برکتوں سے بھرپور فیض یاب ہونے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے پہلے ہی اپنے احباب اور اہل بیت کو اس ماہ مبارک کی عظمت و برکات سے آگاہ فرماتے اور اس کے خزانوں سے اپنا حصہ سمیٹنے کے لئے تیاری کا حکم فرماتے۔

اس سنت نبویؐ کے اتباع میں ہمیں بھی رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایسی منصوبہ بندی کر لینا چاہئے کہ اس ماہِ مبارک کی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پا سکیں۔

رمضان میں کرنے کے کام

ان ساعتوں میں زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے کچھ کام یہ ہیں۔

تیاری - استقبالِ رمضان

① **انفرادی سطح:** پر تیاری کے لئے رمضان اور روزے کے بارے میں قرآن وسنت کے احکام سے واقفیت حاصل کیجئے۔ مجموعۂ احادیث میں سے ''کتاب الصوم'' کو خاص طور سے دہرا لیجئے۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر جتنا لٹریچر فراہم ہو سکے اس کا مطالعہ کیجئے۔ تکرار، تذکیر اور یاددہانی کا باعث ہوتی ہے۔

اجتماعی سطح پر استقبالِ رمضان کے عنوان سے ایسی نشستوں کا اہتمام کیا جا سکتا ہے جن میں مل بیٹھ کر رمضان کی عظمت، پیغام و مقاصد اور اس کی برکات وفیوض کی یاددہانی ہو اور ایسی فضا تیار ہو جائے کہ یکسوئی کے ساتھ عمل آسان ہو جائے۔

② **مسلسل یاددہانی:**

اس مبارک مہینہ کے دوران ہر لمحہ اپنے نفس کو یہ یاددہانی کروایئے کہ اسے یہ لمحہ صرف اپنے ربّ کے لئے گزارنا ہے۔

③ **ذکر**

چوبیس گھنٹوں میں سے کچھ لمحات تنہا اپنے ربّ سے باتیں کرنے کے لئے ضرور نکالئے جن میں اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے ربّ سے حسن عمل کی راہیں آسان کرنے کی التجائیں ہوں۔ کچھ مخصوص اوقات میں چند اذکار کے ورد کی

پابندی کریں۔ مختلف اوقات اور حالات کی مسنون دُعائیں یاد کریں اور انہیں روزمرہ کے معمولات کا حصہ بنائیں۔ زبان سے ذکر کرتے ہوئے دل کو حاضر رکھئے تاکہ اس ذکر سے زیادہ نفع حاصل کیا جاسکے حتیٰ کہ اس ذِکر کی روح عمل میں سرایت کر جائے۔۔

④ دعا

دُعا میں کثرت رمضان المبارک کی خاص عبادت ہے۔ دیگر دعاؤں کے علاوہ ہر عشرہ کی مخصوص دُعا وردِ زبان رکھئے۔

پہلے عشرہ کی دُعا:

یہ عشرۂ رحمت ہے، اپنے ربّ کی رحمتوں میں اپنا حصہ محفوظ کر لیجئے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

''اے میرے ربّ! میری بخشش فرما اور مجھ پر رحم کر۔ آپ ہی بہترین رحم کرنے والے ہیں۔''

دوسرے عشرہ کی دُعا:

یہ عشرۂ مغفرت ہے، عجز والحاح کے ساتھ اپنے ربّ سے مغفرت طلب کیجئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

''میں اللہ (اپنے ربّ سے) ہر گناہ پر استغفار کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

تیسرے عشرہ کی دُعا:

یہ عشرہ ''آگ'' سے آزادی کا عشرہ ہے، آگ سے پناہ مانگئے۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار

''اے اللہ! مجھے آگ سے بچا۔''

⑤ تعلق بالقرآن

رمضان کا مہینہ دلوں کی صفائی، روح کی ترقی اور نفس کے تزکیہ کا مہینہ ہے۔ یوں تو اس مہینہ کی ساری عبادتیں روزہ، صدقہ، قیام اللیل، اعتکاف اسی لیے ہیں کہ دل ہر طرح کی کدورت اور گناہوں کے زنگ سے پاک صاف ہو جائے۔ مگر قرآن کی تلاوت اس زنگ اور گندگی کو دور کرنے میں سب سے مؤثر ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

''یہ انسانی قلوب بھی زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ جس طرح لوہے کو پانی سے زنگ لگ جاتا ہے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! پھر دلوں کے زنگ کو دور کرنے والی اور جلا بخشنے والی چیز کیا ہے؟ فرمایا: کثرت سے موت کی یاد اور قرآن پاک کی تلاوت۔''

قرآن کریم کی تلاوت وسماعت اس مہینہ کی خاص عبادت ہے بلکہ اصل کام ہی قرآن سننا، پڑھنا، سیکھنا، سکھانا اور اس پر عمل کی استعداد پیدا کرنا ہے۔ سلف صالحین اس ماہ مبارک میں سب کچھ چھوڑ کر صرف قرآن کے ہو رہتے۔ قرآن پاک سے اپنا تعلق مضبوط کیجئے کہ یہی آپ کا سفارشی بن کر کھڑا ہوگا۔ کچھ وقت اس کی تلاوت کے لئے مخصوص کیجئے۔ اس کی تجوید درست کیجئے، کچھ حصہ حفظ کیجئے، اس کے مفہوم اور معنی پر غور وتدبر کیجئے۔ کچھ وقت اس کے علم وفہم کے حصول کے اہتمام میں لگایئے اور کچھ وقت یہ علم دوسروں تک پہنچانے میں! قرآن کی ایک ایک آیت پر ایسا تدبر کیجئے، کہ وہ روح میں سرایت کر جائے

اور عمل کا حصہ بن جائے۔ یہی نزول قرآن کا مقصود ہے۔ پھر ہی یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ قرآن سینوں کے امراض کے لئے شفا بن جائے اور آخرت کے درجات کے تعین کی میزان!

⑥ قرآن فہمی:

اس ماہِ مبارک میں کئی خاص پروگراموں کا اہتمام کیا جاتا ہے، ''دورۂ قرآن'' کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، آپ کے محلے، ادارے...... جہاں کہیں بھی آپ کے لئے سہولت سے شرکت ممکن ہو کسی ایک پروگرام میں تو ضرور باقاعدگی سے شرکت کیجئے۔ ممکن ہو تو آپ خود ایسا کوئی پروگرام رکھیں، اِفراد کو شرکت کی دعوت دیں، ان تک قرآن کی بات پہنچائیں۔ خلوص نیت سے کی گئی یہ کوشش آپ کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے گی، انشاءاللہ۔ علم کی جستجو بندۂ مومن کے فرائض میں سے ہے۔ اللہ کی رضا کے معاملات سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کیجئے، معلوم نہ ہو تو جاننے والوں سے پوچھنے میں تاخیر نہ کیجئے۔

قرآن فہمی کی محفلیں ایسی عظیم الشان محفلیں ہیں کہ ان کے لئے خاص بشارتیں دی گئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جب بھی کچھ لوگ مل کر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس کو ایک دوسرے سے سمجھتے ہیں تب (اللہ کی جانب سے) ان پر سکینت نازل ہونے لگتی ہے۔ اللہ کی رحمت ان کو گھیر لیتی ہے۔ اور فرشتے ان کے اردگرد رہونے لگتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے مقرب (فرشتوں) میں کرتا ہے۔'' (مسلم)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ:

''یہ قرآن اللہ کا دستر خوان ہے بس اس سے جتنا فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اٹھالو۔ یہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ ہر طرف روشنی کر دینے والا نور ہے۔ یہ ہر مرض کی شفا ہے۔ ہر مسئلے کا علاج ہے۔ جو اسے چمٹ رہے یہ اس کا سہارا اور نجات ہے۔ جو اس کے پیچھے ہو لیا وہ پار لگ کر رہے گا۔ نہ وہ کبھی بھٹکے گا کہ اسے شرمسار ہونا پڑے اور نہ وہ کسی ٹیڑھ پن کا شکار ہوگا کہ اسے سیدھا کرنا پڑے۔ اس قرآن کے عجائب کبھی ختم نہ ہوں گے۔ بار بار پڑھے جانے کے باوجود یہ کبھی پرانا نہیں ہوگا۔ اس کو خوب پڑھو اللہ اس کا ایک ایک حرف پڑھنے پر تمہیں اجر دے گا دیکھو میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ''الٓم'' ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف۔'' (رواہ الحاکم)

رب کریم کی رحمت سے امید ہے کہ رمضان المبارک میں قرآن پڑھنے کا اجر عام دنوں سے ستر گنا تو ہوگا۔ اس سے بڑھ کر یہ وعدہ بھی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے روز بندے کے سفارشی بن کر آئیں گے۔ روزہ کہے گا:

''اے میرے ربّ! میں نے اسے کھانے پینے اور شہوت سے روک رکھا تھا۔ اب تو اس کے لئے میری شفاعت قبول فرما۔'' قرآن کہے گا: ''میں نے راتوں کو اس کو نیند سے باز رکھا، اب تو اس کے لئے میری شفاعت قبول فرما۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''دونوں کی سفارش ہی قبول ہوگی''۔ (احمد، طبرانی، حاکم)

اللہ کرے کہ آنے والا رمضان ہمیں ان وعدوں کا مصداق پائے۔

قرآن کو اچھی طرح نہیں سمجھا جا سکتا جب تک سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گہرا شغف نہ ہو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جان پہچان اور محبت بڑھانے کے لئے سیرت کی کوئی نہ کوئی کتاب ہمیشہ زیر مطالعہ رکھئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا قرینہ سیکھنے میں رہنما ہے۔ پاکیزہ نفوس کے ساتھ صحبت و تعلق فکر و عمل کو پاکیزہ بنا دیتا ہے رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں تطہیر افکار اور قوت عمل میں اضافہ کے لئے سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابرین امت کی سیرت کا مطالعہ اور گہرا شغف لازم ہے۔ یہ ایک لحاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صالحین کی ہم نشینی کی سعادت ہے۔

⑦ افطار کا اہتمام

افطار کا وقت قبولیت دعا کے اوقات میں سے ہے۔ افطاری کی تیاری کا کام کچھ پہلے مکمل کر کے گھر والوں کے ساتھ ایک مختصر اجتماعی دعا کا اہتمام کیجئے۔ جس میں اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ ہو، ان پر اظہار تشکر ہو، اہل خانہ اس موقع کو ایک نئی دعا یاد کرنے اور دہرانے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ بچوں کے لئے اس کام میں شرکت جوش اور دلچسپی کا سبب ہوگی۔ ان شاءاللہ۔

ابن ماجہ میں آپ ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے کہ:

''روزہ دار کو روزہ افطار کرنے کے وقت ایک دعا کا حق دیا جاتا ہے جو ہرگز رد نہیں ہوتی۔''

افطار میں بسیار خوری سے بچیں۔ بھوک رکھ کر کھانا، کھانے کی اہم ترین سنت ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کھولتے تو نماز مغرب سے پہلے کچھ تازہ کھجوریں ہی لیتے۔ تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو عام کھجوریں لیتے۔ یہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چھوٹے چھوٹے چند گھونٹ ہی لے لیتے۔''

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر اس سے زیادہ افطار کا اہتمام شاید ہی کبھی ہوا ہو۔ افطار میں معمول تعجیل کا رہا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

''میری امت بہت ہی اچھی رہے گی جب تک وہ افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرتی رہی۔'' (رواہ احمد)

رب کریم کی بے انتہا کرم نوازی ہے کہ روزہ دار کے منہ کی ناخوشگوار بو اسے مشک کی مہک سے بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس منہ سے کی جانے والی دعائیں پھر اس کے ہاں شرف قبولیت سے کیسے محروم رہیں گی۔ اس منہ سے جب اس کو پکارا جائے گا اپنی عاجزی کا اظہار ہوگا اس کی کبریائی کا اعلان ہوگا تو اسے کیوں نہ پسند آئیں گے۔ وقتِ افطار مقبول گھڑیوں میں سے ہے۔ یہ قیمتی موقع کہیں افطاریوں کے تکلفات اور شور و شغب میں کھو نہ جائے۔

روزہ دار نے کھانا پینا چھوڑا کہ اس کے محبوب رب نے اس کو کھانے پینے سے رک جانے کا حکم دیا تھا۔ جونہی سورج مغربی افق میں روپوش ہوا اب اسے حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ ایک لمحہ کی تاخیر کیے بغیر مالک کا رزق کھائے۔ وقتِ افطار وقتِ خوشی ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''روزہ دار کے نصیب میں دو خوشیاں ہیں۔ ایک اس کی وہ خوشی جب روزہ افطار کرتا ہے اور ایک اس کی وہ خوشی جب وہ روزہ لے کر اپنے رب کے پاس

پہنچے گا اور اس سے ملاقات کرے گا"۔

افطار کی یہ خوشی کھانے کی اجازت ملنے کی خوشی نہیں، انواع واقسام کی لذتوں کی خوشی نہیں، یہ تو رب کی رضا کا مقصود پا لینے کی خوشی ہے۔ چنانچہ عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ کھول لیتے تو فرماتے:

"ذَهَبَ الظمأ وابْتَلَت الْعُرُوْق وَثَبت الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰه"

"پیاس بجھی، رگوں کو تراوٹ ملی اور اللہ نے چاہا تو اجر بھی پکا۔" (ابوداؤد)

افطار کروانا

حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو کسی روزہ دار کو افطار کروائے، اسے اس کے روزے جتنا ہی اجر مل جاتا ہے، جبکہ روزہ دار کا اپنا اجر بھی کم نہیں ہوتا۔" (الدارمی)

افطار کروانے کا یہ اجر اس شخص کو بھی ان شاء اللہ مل جائے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسّی، ایک کھجور یا صرف پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔

دوسروں کو کھلانا اس مہینے کا ایک بہترین عمل ہے۔ رشتہ دار، پڑوسی، مساکین، فقرا، مجاہدین سب اس فہرست میں داخل ہیں جن کو افطار کروا کر اجر سمیٹا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری نہیں کہ بڑی بڑی دعوتوں کا اہتمام کیا جائے۔ رمضان المبارک کی قیمتی ساعتوں کو بڑی دعوتوں میں محفل آرائی کی نذر کرنے سے بہتر ہے خاموشی سے کسی کے گھر افطار کا سامان پہنچا دیا جائے۔

⑧ قیام اللیل

اس کا کچھ نہ کچھ اہتمام تو سحری کے اہتمام کے ساتھ خود بخود ہو جاتا ہے۔ رات کے

پہلے حصہ میں نماز تراویح، سماعت قرآن کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ سحری کے لئے اٹھیے، تو دس پندرہ منٹ پہلے بیدار ہونے سے تہجد کی ادائیگی کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ وہ نفل نماز ہے جس پر اعلیٰ درجات و مقامات کی بشارت ہے۔ پھر یہ ایک ایسی گھڑی میں ادا کئے جا رہے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ زیریں آسمان پر نزول فرما کر ہاتھ پھیلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں:۔

''کون ہے جو ایسی ذات کو قرض دے جو نہ فقیر ہے نہ ظالم؟ صبح طلوع ہونے تک یہ صدا رہتی ہے۔'' (مسلم)

فی الواقع آہ سحر گاہی سے آشنا ہونے والے کے لئے سحر خیزی گہری میٹھی نیند سے لذیذ تر ہوتی ہے۔

⑨ سحری:

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''سحری کھانے میں برکت ہے۔ پس اسے ہرگز ترک نہ کرو۔ چاہے تم میں سے کوئی شخص پانی کا ایک گھونٹ ہی پیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ سحری کرنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔'' (احمد)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''مومن کے لئے کھجور کی سحری کیا ہی اچھی ہے۔''

ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''میری امت بہت ہی اچھی رہے گی جب تک وہ افطار میں جلدی اور سحری

میں تاخیر کرتی رہی۔'' (احمد)

یعنی سحری کے آخر وقت تک کھاتے رہے۔

⑩ لیلۃ القدر کی تلاش

آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کا خصوصی اہتمام کیجئے۔ ساری رات جاگ کر تلاوت قرآن، دعا اور ذکر ممکن نہ ہو تو جس قدر ممکن ہو۔ یہ ضرور ہو کہ آپ کی طاق راتیں دوسری راتوں سے ممتاز نظر آئیں۔ اس مبارک رات کی خصوصی دعا کثرت سے مانگئے، اور مانگنا محض زبان کا بے کیف ورد نہ ہو، بلکہ تہہ دل سے نکلی ہوئی ایک التجا، ایک آرزو ہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ يَا غَفُوْرُ

''اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، اے بخشنے والے! مجھے معاف کر دے۔''

⑪ اعتکاف

آخری عشرہ میں اعتکاف ایک اہم عبادت ہے۔ اعتکاف محبوب کے ہمراہ خلوت کا نام ہے۔ یہ وہ لمحات ہیں جب بندہ دنیا کے ہر کام اور ہر دلچسپی سے کٹ کر خود کو صرف اپنے محبوب کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اس خلوت کا لطف اٹھانے میں آپ بھی اپنا حصہ لیجئے۔ پورے عشرہ کا اعتکاف ممکن نہ ہو تو کچھ دیر کے لئے ہی سہی۔ نفسانی قوتوں پر غلبہ پانے کے لئے یہ نہایت سہل اور کارگر نسخہ ہے۔

اصطلاحاً ''اعتکاف'' کے معنی ہیں ''رب کریم کی رضا جوئی اور تقرب کے حصول کے لیے مسجد میں رکے رہنا۔

نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور امہات المومنینؓ بھی اعتکاف کا اہتمام کرتی رہیں۔

اعتکاف کے لیے کوئی وقت یا مدت متعین نہیں ہے۔جس وقت اور جتنی مدت کے لیے کوئی چاہے اعتکاف کرسکتا ہے۔تاہم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف مسنون ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

''نبی ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں (ہر سال) اعتکاف فرماتے رہے۔یہاں تک کہ آپ اپنے رب سے جاملے۔'' (بخاری، مسلم)

اعتکاف میں کرنے کے کام:

نیت: بغیر اعتراف کی نیت کے مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف نہیں کہلاتا۔نیت ضروری ہے۔

مقام: سب تعلقات سے کٹ کر صرف اپنے رب سے لو لگانے کے لیے مسجد میں قیام کرنا ضروری ہے۔امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اعتکاف کے لیے مسجد کی شرط صرف مرد کے لیے ہے۔عورت اپنے گھر کی مسجد (جہاں وہ نماز ادا کرتی ہے) میں اعتکاف کرے گی۔اگر اس نے اپنے گھر میں نماز کے لیے کوئی جگہ مخصوص نہیں کر رکھی تو کوئی گوشہ متعین کر لے اور اسی میں اعتکاف کر لے۔

معتکف کے لیے جائز ہے کہ اپنے لیے ایک خاص جگہ متعین کر لے اور اس پر پردہ ڈال لے۔تاکہ اسے تنہائی اور خلوت حاصل ہو۔بشرطیکہ اس سے دوسروں کے لیے جگہ تنگ نہ ہوتی ہو۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اعتکاف فرماتے تو اسطوانہ توبہ کے پاس آپ کا بستر ڈال دیا جاتا یا چارپائی رکھ دی جاتی۔(ابن ماجہ)

مدت: نبی ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف فرماتے لیکن وفات کے سال آپؐ نے بیس

دن اعتکاف فرمایا۔ اگر کسی کو اعتکاف کے لیے دس دن میسر نہ آسکیں تو جتنا وقت مل سکے اتنے وقت کا ہی اعتکاف کر لینا چاہیے۔

روزہ: جمہور آئمہ سلف کے نزدیک اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے۔ نبی ﷺ سے روزے کے بغیر اعتکاف ثابت نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''سنت یہ ہے...... اور یہ کہ روزے کے بغیر اعتکاف نہیں۔''

عورت حیض کی حالت میں اعتکاف نہیں کر سکتی لیکن استحاضہ کی حالت میں کر سکتی ہے۔

اذکار: تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ دوران اعتکاف نفل نماز، تلاوت، ذکر الٰہی، حمد و تسبیح، استغفار اور درود شریف پڑھتے رہنا مستحب ہے۔ جمہور آئمہ (بشمول امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ) کے نزدیک حدیث اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ بھی مستحب ہے۔

گفتگو: دوران اعتکاف غیر ضروری گفتگو بحث مباحثہ اور ملاقات کرنا درست نہیں۔ تاہم اگر کوئی فرد ملنے آئے تو وہ اس سے بات چیت کر سکتا ہے۔ بلکہ الوداع کہنے کے لیے اپنے اعتکاف کی جگہ سے باہر نکل سکتا ہے۔ اُم المومنین حضرت صفیہؓ سے روایت ہے کہ ''نبی ﷺ اعتکاف میں تھے کہ میں ایک رات آپؐ سے ملنے آئی۔ میں نے آپؐ سے بات چیت کی۔ پھر میں کھڑی ہوئی اور پلٹی تو آپ بھی مجھے الوداع کہنے کے لیے کھڑے ہوئے۔'' (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

جائے اعتکاف سے باہر نکلنا: اس پر اجماع ہے کہ ناگزیر انسانی ضروریات کے لیے مسجد سے باہر نکلنا یا اپنے گھر داخل ہونا جائز ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ

''نبی ﷺ جب معتکف ہوتے تو انسانی ضرورت کے سوا کسی دوسری غرض کے لیے گھر میں داخل نہ ہوتے تھے۔'' (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''نبی ﷺ اعتکاف کے دوران میری طرف اپنا سر بڑھاتے اور میں سر دھوتی۔ مزید یہ کہ میں آپؐ کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی۔'' (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

دوسری ضروریات جیسے مریض کی عیادت اور جنازہ میں شرکت کے بارے میں اختلاف ہے۔ تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق:

''نبی ﷺ دوران اعتکاف مریض کے پاس سے گزرتے تو چلتے چلتے حال دریافت کر لیتے مگر رُک کر بات نہ کرتے۔'' (ابوداؤد)

دوران اعتکاف تجارت یا کوئی دوسرا کاروبار نہیں کیا جاسکتا۔

شوہر کی اجازت: عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ اگر وہ اعتکاف کرنا چاہے تو اس کے لیے اپنے شوہر سے اجازت لے۔ اگر وہ اس کی اجازت کے بغیر اعتکاف کرے گی تو اسے روکنے کا اختیار ہے۔

اعتکاف کی قضا: اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر معتکف کسی وجہ سے اپنا اعتکاف پورا کیے بغیر چھوڑ دے تو اس کے ذمہ اس کی قضا ضروری ہے یا نہیں۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قضا واجب ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قضا واجب نہیں مستحب ہے۔

⑫ جوارح اور زبان کا روزہ

روزہ صرف پیٹ کا روزہ نہیں۔ آنکھ کا بھی روزہ ہے، کان کا بھی روزہ ہے، زبان اور ہاتھ پاؤں کا بھی روزہ ہے۔ ان کی نگرانی کیجیے۔ کان وہی کچھ سنیں جو ان کا ربّ سننا پسند کرتا ہے۔ آنکھ وہی کچھ دیکھے جس کے دیکھنے سے ربّ کریم کی نافرمانی کا شبہ نہ ہو۔ ہاتھ پاؤں

وہی کچھ کریں جو ان کے رب کو محبوب ہو۔ کم از کم کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے تو حرکت نہ کریں۔ زبان کی خاص طور سے حفاظت کی ضرورت ہے۔ فضول گوئی سے بچنے کا خاص اہتمام کیجئے۔ نبی ﷺ کی ہدایت ہے:

"روزہ دار بیہودہ اور فحش باتیں نہ کہے، شور و شغب نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ کرے یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔" (بخاری و مسلم)

ایک اور موقع پر آپؐ نے یوں وضاحت فرمائی:

"روزہ کا مقصود محض کھانا پینا ترک کرنا نہیں بلکہ جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا چھوڑ دینا ہے۔" (بخاری)

یاد رکھئے! ہاتھ اور زبان سے دی گئی ایذا انسان کو اس روز "مفلس" کر دے گی، جب وہ سب سے زیادہ محتاج ہوگا۔ اس کی تمام نیکیاں ان دعوے داروں پر تقسیم کر دی جائیں گی، جو اس کی ایذا کا نشانہ بنے۔ جن کے حقوق تلف کئے گئے۔ جن کی عزت پامال کی گئی۔ نیکیاں تقسیم ہونے کے بعد بھی دعوے ختم نہ ہوئے تو دعویٰ داروں کے گناہ اس پر لاد ڈالے جائیں گے اور پھر انجام جہنم کی اتھاہ گہرائیوں کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ فیصلہ کر لیجئے کہ رمضان المبارک کی ان مبارک ساعتوں میں:

- کسی سے چیخ چلا کر بات نہ کریں گے۔
- کسی سے لڑائی نہیں کریں گے۔
- کسی کے بارے میں کوئی بات نہیں کہیں گے، سامنے ہوں یا پیٹھ پیچھے، الا یہ کہ وہ بھلی بات ہو۔
- لغو اور لایعنی گفتگو نہیں کریں گے۔

فی الواقع زبان کی حفاظت سب سے مشکل کام ہے۔اس کی حفاظت سے دوسرے تمام کام سدھر جاتے ہیں اور حفاظت نہ کرنے سے نیکیاں غارت ہو جاتی ہیں۔

⑭ نیکی کمانے کا مہینہ

رمضان ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے۔خیر خواہی کا مہینہ ہے۔اپنے قریبی اعزاو اقارب کے حالات سے واقفیت حاصل کیجئے۔جو مالی لحاظ سے تنگ دست ہوں ان کی مالی مدد کیجئے۔جو جسمانی خدمت کے محتاج ہوں ان کی ہر ممکن خدمت کیجئے۔اپنے ماتحتوں سے نرمی کا سلوک کیجئے،ان کے کام کا بوجھ ہلکا کیجئے۔

''نیکی'' آخرت کی کرنسی ہے۔نیکی کے کسی کام کو معمولی نہ خیال کیجئے۔ہر ''نیکی'' آپ کو اپنے ربّ سے قریب تر کرتی ہے اگر چہ یہ راستے سے ایک تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہو۔اگر چہ یہ نفل نماز ہو،اگر چہ یہ ایک کھجور کا صدقہ ہو،اگر چہ یہ کسی کو مسکرا کر دیکھنا ہی ہو۔کھانا کھلانا،مریضوں کا علاج،عیادت،صلہ رحمی،روزہ دار کا روزہ افطار کرانا سب نیکی کی مختلف جہتیں ہیں۔

ایفائے عہد،دیانت داری،اللہ کے دین کی اشاعت،حیا کا خیال ولحاظ،لڑنے والوں میں صلح کروانا۔امت کی خدمت واصلاح،اہل ایمان سے محبت،کفر سے نفرت،ہر لمحہ اپنے ربّ کی رضا کی تلاش،اس کی ناراضگی سے بچنے کی فکر۔یہ سب نیکی اور تقویٰ کے مظاہر ہیں۔روزہ کا مقصد ہی حصول تقویٰ ہے۔قلب ونگاہ کو اللہ کی رضا کے تابع کر لینا،جسم و جوارح کو اللہ کی اطاعت میں لگا دینا،اس کی محبت میں سرشاری اور مستی کی سی کیفیت کا طاری ہو جانا۔مبارک ہیں وہ لوگ جو روزہ سے اس مقصود کو پا لیتے ہیں۔

⑭ خرچ میں اعتدال

''فضول خرچ'' شیطان کے بھائی ہیں۔ اس مبارک مہینہ میں خرچ کے معاملہ میں ''اعتدال'' کی مشق کریں۔ بجلی، پانی، گیس، عید کی تیاری، غرض گھر کے ہر طرح کے اخراجات میں میانہ روی اختیار کیجئے۔ احتیاط کیجئے، کہیں ذرا سی لاپرواہی، لغزش یا بچوں کی خوشی کی خاطر کیا گیا خرچ، آپ کو شیطان کے بھائیوں کی صف میں کھڑا نہ کر دے۔ یاد رکھئے! آپ کی بچت میں اللہ کے دوسرے بندوں کا حق ہے۔

⑮ انفاق فی سبیل اللہ

انفاق فی سبیل اللہ یوں تو ہر حال میں بڑی پسندیدہ عبادت ہے۔ لیکن رمضان المبارک میں تو اس کا اجر کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ اس مبارک ماہ کے دوران فیاضی میں بارش لانے والی ہوا کی مانند ہو جایا کرتے۔ اللہ کے دین کی اقامت و اشاعت کے لئے، اقربا کے لئے محتاجوں اور مسکینوں کے لئے، جتنا مال صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے نکال سکیں نکالیں۔

زکوٰۃ بھی ہو سکے تو اسی ماہ میں ادا کریں۔ ان مبارک ایام میں فلسطین، افغانستان اور دنیا کے دوسرے خطوں کے ان کروڑوں مصیبت زدہ مظلوم بہن بھائیوں کو یاد رکھئے، جو اللہ کے دین کے لئے سینہ سپر ہیں اور باطل کے حضور جھکنے پر تیار نہیں۔

⑯ انضباط اوقات

انضباط اوقات کا خیال رکھیں۔ نظم و ضبط کی پابندی اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ یہ اہتمام آپ کی اپنی ذمہ داریاں، دیانت داری سے انجام دینے میں معاون ہوگا۔ سونے،

جاگنے، کھانے، پینے کے معاملہ میں وقت کی پابندی آپ کو نظم وضبط کا پابند بنانے کے لحاظ سے رمضان المبارک کا ایک اہم اور گراں قدر تحفہ ہے۔

⑰ ناگوار امور پر چشم پوشی

ناگوار امور پر چشم پوشی...... ہم میں سے کون اس کا محتاج نہیں......؟ صرف اللہ کے لئے اللہ کے بندوں کی جانب سے پیش آنے والے ناگوار اور تکلیف دہ امور پر صبر اور عفوو درگزر کا رویہ برائی کا بدلہ بہترین بھلائی سے دینا اللہ رب العزت کے ساتھ اپنے تعلقات مضبوط کرنے کا ایک آسان گر ہے۔ اخلاص، اخوت ومحبت، ہمدردی، ایثار، خدمت، صبر، شکر...... یہ ماہِ مبارک اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترویج اور نشو ونما کا عمدہ موقع ہے۔

⑱ باجماعت نماز

رمضان کا مہینہ بھلائی کی جانب سبقت کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ دل خیر کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔ اگر آپ کے گھر کے مرد ''مسجد'' سے رشتہ کمزور کئے ہوئے ہیں تو ان کو یہ رشتہ استوار کرنے اور مضبوط بنانے کی ترغیب دیجئے۔ آخر ستائیس گنا اجر سے محروم رہنا کون گوارہ کرسکتا ہے؟ یہ نقصان گھر کے مردوں کا ہی نہیں ہم سب کا ہے۔ مل کر ہمت سے اپنے گھر والوں کو اس خسارہ سے بچایئے۔ اپنے بیٹوں کو ابتدا ہی سے مسجد میں باجماعت نماز کا عادی بنایئے۔

⑲ لھو الحدیث سے اجتناب

رمضان کا مہینہ لہو الحدیث ہی نہیں ہر طرح کے لہو ولعب سے بچنے کی مشق کا مہینہ ہے...... اس ماہ کی قیمتی ساعتیں سڑکوں اور بازاروں میں ضائع ہونے سے بچانے کے لئے رمضان اور عید کی خریداری رمضان شروع ہونے سے پہلے ہی کر لیجئے۔ حیا باختہ لٹریچر،

مناظر، ماحول اور میڈیا کے اثرات سے خود کو اور اپنے گھر والوں کو بچانے کا خاص اہتمام کیجئے...... ''حیا'' اسلامی معاشرت کی اہم علامت ہے۔ اپنے گھر اور اپنے ماحول میں اسے یقینی بنائیے۔

⑳ صدقہ فطر

صدقہ فطر دل کی رغبت اور پورے اہتمام کے ساتھ عید سے پہلے ہی ادا کر دیجئے تا کہ نادار لوگ سہولت کے ساتھ عید کی ضروریات مہیا کر سکیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع صدقہ فطر ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے مسلمان پر فرض کیا ہے۔'' (متفق علیہ)

صدقہ فطر کی حکمت ذیل کی حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض فرمایا تا کہ روزہ دار فضول اور نازیبا قسم کی باتوں سے پاک ہو جائے اور مساکین کو کھانا میسر آ جائے، جس نے اسے (عید کی) نماز سے پہلے ادا کیا تو وہ ایک قبول ہونے والا صدقہ ہے اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔''

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

㉑ رزق حلال

رزق حلال کا اہتمام کیجئے۔ اپنے جسم کو شبہات سے بچائیے۔ حرام سے پلا ہوا جسم آگ کا ایندھن ہے۔ اس جسم کی دُعا، نماز، روزہ، صدقات کچھ بھی شرفِ قبولیت نہیں پا سکتے۔ قرآن پاک کے جس رکوع میں رمضان کے روزوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے

آخری ہدایت یہ ہے:

''اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لیے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے۔'' (البقرۃ ۱۸۸)

⑳ رمضان میں عمرہ:

رمضان المبارک میں عمرہ کرنا فضیلت کے کاموں میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔'' (بخاری، نسائی، ابن ماجہ)

عمرہ بذات خود ایک بے حد پسندیدہ عمل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

''ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ درمیان کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔'' (مسلم ۳۲۸۹)

روزے کا ثمر:

اسلام جس عبادت کا حکم دیتا ہے وہ ایسی بے ثمر نہیں کہ انسان کی ذات اور اس کے اردگرد معاشرے میں کوئی تبدیلی نہ لے آئے۔ عبادت تو ہے ہی شعور اور کردار میں تبدیلی لانے کے لئے۔ عبادت کا اپنا لطف تو ایک اضافی انعام ہے جو معبود کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے۔

ربّ کی رضا کے حصول میں بے چین بندہ وہ ہے جو اپنے مالک کو پہچان چکا ہے۔ مالک کی بندگی کا سلیقہ سیکھ چکا ہے۔ اپنی زندگی کے مقصد سے آشنا ہے اور آخرت کی تیاری میں دیوانہ وار مگن۔

اپنے رب کی محبت میں سرشار یہ بندہ جب روزہ رکھتا ہے تو اس سے لازماً نیکیاں پھوٹنی

چاہئیں۔ برائی ختم ہونی چاہئے۔ انسان کی اپنی ذات میں، اس کے گھر میں اور اس کے معاشرہ میں نیکی کے یہ کام صرف رمضان المبارک ہی میں کرنے والے نہیں۔ یہ تربیتی مہینہ تو ان امور میں باقاعدگی پیدا کرنے کی تربیت کا مہینہ ہے۔ ٹریننگ کا مہینہ ہے۔ یاد رکھئے ضبط نفس کی یہ تربیت اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لئے جہاد کی تربیت کا ایک حصہ ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

کل عمل ابن آدم یضاعف: الحسنه عشر امثالها الیٰ سبع مائة ضعف۔ قال الله عزو جل: الا الصوم، فانه لی و انا اجزی به، یدع شهوته و طعامه من اجلی

''ابن آدم اپنے ہر عمل کا بدلہ کئی کئی گنا پاتا ہے، ایک نیکی دس سے سات سو گنا تک بدلہ پالیتی ہے۔''

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

''سوائے روزے کے۔ یہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

''بندہ اپنی لذت ولطف اور اپنا کھانا پینا میرے لئے چھوڑتا ہے۔''

(صحیح بخاری کتاب الصیام، حدیث ۱۹۴۵)

عبادت صیام کو بس یہی شرف کافی ہے اسے ''من اجلی'' قرار دیا گیا ''**الصوم لی**'' کہا گیا۔ کس قدر پیار اور اپنائیت ہے روزہ دار کے لئے! یہ اظہار محبت صرف بھوکا رہنے پر نہیں ہے۔ یہ پذیرائی تو عبدیت کی شان کی پذیرائی ہے۔ ''من اجلی'' میری خاطر۔ جب ایسا ہے تو پھر یہ چند گھنٹے کا عمل ہی نہیں پوری زندگی بس اسی کی خاطر ہونا چاہیے۔

بڑی ہی محبت اور اپنائیت سے اس حقیقت کی یاددہانی اس رکوع کے وسط میں کروائی گئی جس میں روزوں کی فرضیت کا حکم دیا گیا:

''اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دیجیے کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ (یہ بات آپ انہیں سنا دیجیے) شاید کہ وہ راہ راست پا لیں۔'' (البقرۃ ۱۸۶)

اپنے رب کی پہچان، اس کے قرب کا احساس، یہی روزہ کی اصل ہے۔ یہی روح کی بالیدگی ہے۔ اعلیٰ ترین مقام!

سارا دن کھانے پینے اور لطف و لذت سے اجتناب کوئی ترکِ دنیا کا مظاہرہ نہیں محبوب کی نگاہ التفات کی تلاش ہے۔ کسب آخرت کا عمل ہے۔ بندہ مومن محبوب کے اشارہ پر کھانے پینے کو چھوڑتا ہے اور اسی کے حکم پر کھاتا ہے۔ اس کی پوری زندگی عبدیت کی یہی شان لئے ہوئے ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے ربّ کے حضور اس روز حاضر ہو جائے جو ہمیشگی کا دن ہے۔ چنانچہ روزہ کے افطار اور اپنے ربّ سے ملاقات کا ایک ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

للصائم فرحتان: فرحة عند فطره وفرحة عند لقاربه

''روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اس کی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک خوشی اپنے ربّ سے ملاقات کے وقت۔'' (صحیح بخاری: حدیث ۱۹۴۵)

روزہ عجز و نیاز کا اظہار ہے۔ عبدیت کی ایک یاد دہانی!

اپنا جائزہ لیجئے۔ کیا ہم اپنی جان، اپنا مال، اپنا وقت، اپنی صلاحیتیں، اپنی خواہشات اللہ رب العزت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ایمان اور احتساب کے ساتھ گزارے گئے اس ماہِ مبارک میں ہم نے اپنے عمل کو کس قدر بہتر بنایا۔ منسلک سوالنامہ کے ذریعہ اپنا احتساب کیجئے۔ ہم اس تربیتی دور سے کیا کچھ حصہ حاصل کر سکے۔ اگر آپ اس

جائزہ سے مطمئن ہیں تو آپ کو مبارک ہو، ان شاء اللہ یہ روزے آپ کے حق میں سفارشی بن کر کھڑے ہوں گے۔ رب کریم ہم سب کے لئے قرآن اور روزہ کی سفارش مقدر فرمائے۔ (آمین!)

یاد رکھیے!!

اگر ہم نے اس خیر و برکت کے عظیم مہینہ سے استفادہ میں کوتاہی کی تو یہ مہینہ اپنا فرض پورا کرنے میں غفلت نہیں کرے گا۔ یہ تو صرف ان لوگوں کو سعادت اور خیر و برکت سے نوازتا ہے جو اس کے طلب گار ہوں۔ رہے غافل تو ان کے حصہ میں شقاوت اور بدبختی کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی نوازشیں اور عنایات تو دنیا و آخرت دونوں جگہ نفع بخش ہوں گی۔

جائزہ یہ بھی لینا ہے کہ کہیں ہم ان لوگوں میں تو شامل نہیں جن کے بارے میں کہا گیا:

”کتنے ہی راتوں کو قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کو رت جگے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزے سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔“

ممکن ہے ایسا اس لیے ہو کہ

- اللہ کی رضا کے حصول کی نیت ہی نہ کی گئی ہو۔
- اپنی عبادات میں تزکیہ نفس، اصلاحِ باطن اور سیرت کی پاکیزگی کو مقصود ہی نہ رکھا گیا ہو۔
- یا جسم حرام غذا سے پرورش پا رہا ہوں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے شکم میں حرام غذا ہو۔ بلکہ جسم کا جو گوشت حرام غذا سے بنا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ میں جلنا ہی مناسب ہے۔“ (مسند احمد)

احتساب

اپنا جائزہ لیجئے

رمضان سے پہلے اور رمضان کے بعد

۱) نیت اور ارادہ:

- ہر کام صرف ربّ کی رضا کے لئے ہوتا ہے۔
- جس کام کو جی چاہے یا آسانی سے ہو جائے وہی کرتے ہیں۔
- کوئی کام صرف اس لئے کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ اچھا سمجھیں۔

۲) نماز:

(الف) پابندیٔ وقت:

- مکمل پابندی
- ایک ماہ میں ایک نماز قضا
- ایک ماہ میں ایک سے زائد قضا
- مرد حضرات پابندی جماعت کے معاملہ میں اپنا جائزہ لیں۔

(ب) خضوع وخشوع:

- ہر نماز میں کوشش ہوتی ہے۔
- کبھی کبھار کوشش کر لیتے ہیں۔
- کوشش نہیں ہوتی۔

(ج) نفل نماز:

- رمضان سے پہلے.......................(تعداد)
- رمضان کے بعد.......................(تعداد)
- ہر روز نفل نماز کا اہتمام ہوتا ہے۔
- کبھی کبھار نفل نماز پڑھ لیتے ہیں۔
- کبھی نوافل ادا نہیں کیے۔

(د) قیام اللیل:

- رات کا کچھ حصہ اپنے ربّ سے مناجات میں گزرتا ہے۔
- مقدارِ وقت رمضان سے پہلے.......................
- مقدارِ وقت رمضان کے بعد.......................

۳) ذکر:

دن کا کتنا حصہ ذکر میں گزرا: (%)

- زبان سے.......................
- عمل سے.......................
- دل سے.......................

۴) قرآن:

(الف) تجوید کی صورتِ حال:

- بالکل ٹھیک ہے اور تلاوتِ قرآن میں اس کا اہتمام ہے۔

- سیکھنے کی کوشش ہے۔
- سیکھنے کا موقع اور وقت نہیں ملتا۔

(ب) تلاوت:

- ہر روزہ باقاعدگی سے: وقت کی مقدار.......................
- ہفتہ میں ایک دن ناغہ
- تلاوت کا وقت کبھی کبھی ملتا ہے۔

(ج) تفسیر قرآن:

- ہر روز باقاعدگی سے: وقت کی مقدار.......................
- ہفتہ میں ایک دن ناغہ
- تفسیر کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں۔

(د) قرآن میں فکر وتدبر:

- جب قرآن پڑھا جائے اس کے مضامین پر غور کرتے ہیں۔
- قرآن کے مضامین پڑھنے کے بعد بھی ذہن میں رہتے ہیں۔
- بس پڑھ لیتے ہیں۔ غور کبھی نہیں کیا۔

(ر) اشاعت قرآن:

- حلقہ فہم قرآن قائم کیا ہے۔
- کسی حلقہ میں شرکت کرتے ہیں۔
- ایک دو افراد کو قرآن سکھاتے ہیں۔

- دوسرے افراد کو سیکھنے پر آمادہ کرتے ہیں۔
- کسی کو نہیں سکھاتے۔
- خود سیکھنے کی فکر رہتی ہے۔

۵) حدیث:

(الف) مطالعہ:

- ہر روز مطالعہ کرتے ہیں۔
- ہفتہ میں ایک ناغہ۔
- بے قاعدہ مطالعہ۔
- حدیث کے مطالعہ کا کوئی اہتمام نہیں

(ب) اتباع سنت:

- ہر معاملہ میں اتباع سنت کی فکر ہوتی ہے۔
- کسی معاملہ میں یاد رہتا ہے کسی میں نہیں۔
- کبھی خیال نہیں آیا۔

۶) زبان:

- دن بھر لغو اور بے کار گفتگو، جھوٹ، غیبت، چغلی اور جھگڑے سے محفوظ رہے۔
- دن میں ایک مرتبہ ایسی لغزش ہوگئی۔
- دن میں ایک سے زائد مرتبہ ایسی لغزش ہوئی۔

(الف) موضوع گفتگو (%)

- بامقصد بات چیت۔
- قصے کہانیاں۔
- گفتگو میں دوسرے لوگ زیر بحث رہتے ہیں۔

<u>۷) مزاج:</u>

- غصہ آئے تو زبان قابو میں رہتی ہے۔
- غصہ میں کچھ معلوم نہیں ہوتا زبان سے کیا کچھ نکل جاتا ہے۔
- کسی معاملہ میں میری رائے کے خلاف کوئی رائے سامنے آئے، تو تحمل سے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔ ممکن ہے، یہی ٹھیک ہو۔ خلاف مزاج امور پیش آنے پر اپنے رب سے دعا کرتے ہیں۔
- مجھے اپنی رائے کے خلاف ہر رائے غلط معلوم ہوتی ہے۔
- مرضی کے خلاف کوئی کام ہو، تو مجھ پر جھلاہٹ طاری ہوتی ہے۔

<u>۸) صبر:</u>

- دن میں ستر سے زائد مرتبہ ناگوار باتوں پر صبر کیا۔
- دن میں دس مرتبہ ناگوار امور پر صبر کیا۔
- دن میں دس سے کم مرتبہ ناگوار امور پر صبر کیا۔

<u>۹) امانت:</u>

- جو ڈیوٹی سپرد کی گئی ہے، اس کی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوں اور ان کو دیانتداری سے

پورا کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔

- ذمہ داریوں سے آگاہ ہونے کے باوجود ادائیگی میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔
- مجھے نہیں معلوم مجھے کیا کچھ کرنا چاہیے، بس جو جی چاہے کر لیتے ہیں۔

۱۰)رزقِ حلال:

- جائے ملازمت پر املاک کو امانت خیال کرتے ہوئے حتی الامکان غلط اور بے جا استعمال سے گریز کیا جاتا ہے۔
- حلال اور حرام میں تمیز کرتے ہوئے مشتبہ رزق سے اجتناب کرتے ہیں۔
- ایسی کوئی فکر نہیں ہوتی۔

۱۱)انفاق فی سبیل اللہ:

- اپنی ضروریات کے باوجود اپنا وقت، صلاحیت اور پسندیدہ مال صرف اللہ کی رضا کے لئے مستحق افراد پر اور اللہ کے دین کے فروغ کے لئے خرچ کرتے ہیں۔
- اتنی مصروفیت ہے اور اپنی ضروریات اس قدر ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔
- مستحق افراد کے کام کر کے خوشی ہوتی ہے۔
- دوسروں کا کام کرنا بوجھ معلوم ہوتا ہے۔

۱۲)لذت طعام:

- حلال کھانا جیسا بھی ملے یکساں رغبت سے کھاتے ہیں۔
- لذیذ کھانوں کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔
- خلاف مزاج کھانے میں نقص نکالتے ہیں اور ایسا کھانا کھانے کو جی بھی نہیں چاہتا۔

۱۳) حقوق العباد:

- مجھے معلوم ہے اللہ نے اپنے بندوں کے مجھ پر کیا حقوق عائد کئے ہیں۔ ان کی ادائیگی کی ہر دم فکر رہتی ہے۔
- حقوق کا کسی حد تک علم ہے، لیکن ادائیگی میں اکثر کوتاہی ہو جاتی ہے۔
- مجھے یہ اچھا محسوس ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ میری خدمت کریں۔
- کوشش ہوتی ہے کہ میری زبان اور ہاتھ سے کبھی کسی کو دکھ نہ پہنچے۔
- ہفتہ میں ایک مرتبہ ایسی غلطی ہو جاتی ہے، پھر مجھے اس کی تلافی کی فکر رہتی ہے۔
- اکثر ہی کوئی ایسی بات منہ سے نکل جاتی، یا ایسی حرکت سرزد ہو جاتی ہے، جو دوسروں کے لئے تکلیف دہ ہوتی ہے، تلافی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔
- قریبی اعزا و اقارب کے حالات سے باخبر رہنے اور ان کی خدمت کی کوشش ہوتی ہے۔

۱۴) جہاد:

- اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے دامے، درمے، سخنے ہر لمحہ کوشش رہتی ہے۔
- منکرات پر نظر رہتی ہے اور انہیں مٹانے کی بھرپور جدوجہد کی جاتی ہے۔
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنی ذمہ داری خیال نہیں کرتے۔
- دنیا بھر میں طاغوتی قوتوں سے برسرِ پیکار مجاہدین کی کامیابی کے لئے ہر ممکن تعاون کو آمادہ ہیں۔

۱۵)وقت کی تقسیم:

ایک ہفتہ کے دوران اوقات کی اوسط تقسیم (%) میں:

- ذاتی اصلاح اور تربیت:
- ذاتی آرام وآسائش:
- ذاتی آرائش:
- معاش ودیگر ضروریات:

حقوق العباد کی ادائیگی میں:

- اہل خانہ:
- والدین:
- دیگر رشتہ دار:
- خدمت خلق (ڈیوٹی کے علاوہ):
- اللہ کے دین کی اشاعت میں:

> ''' جولوگ رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جولوگ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اسی طرح جولوگ شب قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ قیام کریں گے ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' (بخاری ومسلم)

اصطلاحات

لغت میں صیام کے معنی......رُک جانا......شریعت میں اس کی تفصیل یوں ہے:

روزے کے فرائض:

روزے میں تین چیزوں سے بچنا فرض ہے۔

① کچھ کھانے سے ② کچھ پینے سے ③ جنسی لذت حاصل کرنے سے

روزے کی شرائط:

① مسلمان ہونا۔

② ہوش مند ہونا، مجنوں نہ ہو، بے ہوش نہ ہو۔

③ فرض روزے کی نیت فجر سے قبل کرنا ضروری ہے۔ (سنن ابوداؤد)

نیت کے لیے دل کا ارادہ کافی ہے۔ زبان سے کوئی الفاظ ادا کرنا سنت سے ثابت نہیں۔

④ عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا۔

⑤ روزہ پورے وقت پر محیط ہو۔ صبح صادق کے طلوع سے سورج کے غروب ہونے تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے اجتناب کرنا۔

روزے کا فاسد ہونا:

روزے کا باطل ہو جانا۔ روزہ کے دوران جن چیزوں سے بچنا فرض ہے ان کا ارتکاب کرنا۔ روزہ باطل ہو جائے تو بعد میں دوبارہ رکھنا ہوگا۔

روزے کی قضا:

جو روزہ نہ رکھا گیا ہو، یا ٹوٹ گیا ہو، اس روزے کا ایک مرتبہ پھر رکھنا۔

روزے کا کفارہ:

روزے کو فاسد کرنے والی چیزیں اپنی نوعیت کے لحاظ سے دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جن سے قضا واجب ہوتی ہے اور ایک وہ جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔

کسی واقعی عذر کی بنا پر روزہ وقت سے پہلے افطار کرنا پڑے تو اس کے لیے صرف قضا واجب ہے۔

بغیر کسی عذر کے روزہ توڑ دیا جائے تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔

روزے کا کفارہ یہ ہے کہ ساٹھ دن کے مسلسل روزے رکھے جائیں۔ درمیان میں کوئی ناغہ نہ کیا جائے۔ اگر تسلسل ختم ہو جائے تو نئے سرے سے پورے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے۔ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے روزے نہ رکھ سکتا ہو، تو ساٹھ محتاجوں کو صبح و شام کھانا کھلانا واجب ہے۔

کفارہ صرف رمضان کا روزہ فاسد ہونے سے لازم ہوتا ہے۔ روزہ غلطی سے فاسد ہو یا قصداً۔

کفارہ میں کھانا کھلانے کے بجائے غلہ یا کھانے کی قیمت دینا بھی جائز ہے۔ کھانے یا اس کی قیمت کے تعین میں عام معیار کا لحاظ رکھا جائے گا۔

روزے کا فدیہ:

بڑھاپے یا شدید بیماری کی صورت میں جب روزے رکھنے کی سکت نہ رہی، تو ایسے

لوگوں کو شریعت نے رخصت دی ہے کہ روزہ نہ رکھیں۔ روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ایک روزے کے بدلے ایک محتاج کو فدیہ ادا کریں۔

ایک محتاج کو صدقہ فطر کے بقدر غلہ (پونے دو سیر) دینا، یا غلہ کی قیمت دینا، یا ایک روز کا کھانا کھلانا، فدیہ ہے۔ کھانا کھلانے میں اپنے کھانے پینے کے عام معیار کو سامنے رکھ کر اوسط درجے کا کھانا کھلائیں۔ فدیہ ادا کرنے کے باوجود، بعد میں اگر مریض اللہ کے فضل سے صحت یاب ہو جائے تو روزہ کی قضا واجب ہے۔ جو فدیہ ادا کیا جا چکا ہے، اس کا اجر و ثواب تو ان شاء اللہ ہے ہی۔

روزے کا مکروہ ہونا:

وہ فعل جس سے بچنے کا اجر و ثواب تو ہے، لیکن جو شخص نہ بچے وہ گناہ گار بھی نہیں۔ اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

احترامِ رمضان

احترامِ رمضان سے متعلق احکام و آداب درج ذیل ہیں:

① جو لوگ کسی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہوں، ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ رمضان المبارک میں کھلم کھلا نہ کھائیں اور بظاہر روزہ داروں کی طرح رہیں۔

② کسی وجہ سے روزہ دار کا روزہ فاسد ہو جائے، تو اس پر واجب ہے کہ دن کے باقی حصہ میں روزہ داروں کی طرح رہے۔ کھانے پینے اور دیگر ممنوعات سے پرہیز کرے۔

③ کوئی مسافر نصف النہار کے بعد اپنے گھر پہنچ جائے، یا کہیں قیام کا ارادہ کر لے، تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دن کے باقی حصہ میں روزہ داروں کی طرح رہے اور

کھانے پینے سے پرہیز کرے۔

④ کوئی خاتون نصف النہار کے بعد حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے، تو اس کے لئے مستحب ہے کہ شام تک کھانے پینے سے اجتناب کرے۔

⑤ اگر کوئی شخص قصداً روزہ فاسد کر دے، یا یہ سمجھ کر کہ رات باقی ہے صبح صادق کے بعد کھانا کھالے، یا یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا ہے، غروب سے پہلے ہی کچھ کھالے، تو اس کے لئے بھی واجب ہے کہ وہ دن کے باقی حصہ میں روزہ داروں کی طرح رہے۔ مگر اس روزہ کی قضا رکھے گا۔

⑥ اگر بچہ نصف النہار کے بعد بالغ ہو جائے، یا کوئی غیر مسلم ایمان لے آئے، تو اس کے لئے بھی مستحب ہے کہ شام تک روزہ داروں کی طرح رہے۔

⑦ اگر روزہ رکھنے کے بعد کسی بھی وقت کسی خاتون کو حیض آجائے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ لیکن اس کے لئے مستحب یہی ہے کہ روزہ داروں کی طرح رہے اور کھانے پینے سے اجتناب کرے۔

⑧ چھوٹے بچے جو روزہ نہیں رکھ سکتے، بہتر یہ ہے کہ ان کے لئے کھانا دن میں نہ پکایا جائے۔ انہیں اس امر کی تربیت دی جائے کہ رمضان میں سب کے سامنے کھلے عام کھانا پینا اچھی بات نہیں۔

روزہ کس پر فرض ہے

رمضان المبارک کے روزوں کا فرض ہونا صراحتاً ثابت ہے۔ جو شخص کسی عذر کے بغیر رمضان کا روزہ ترک کرے، وہ فاسق اور سخت سلار ہے۔ رمضان کے روزے کسی عذر مثلاً مرض یا سفر کی وجہ سے رہ جائیں، تو بعد میں گنتی پوری کرنا فرض ہے۔ کوئی شخص ایسا معذور

ہے، کہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتا تو اس کے لئے فدیہ ہے۔

رمضان المبارک کے روزے ہر اس مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں جو درج ذیل اہلیت رکھتا ہو:

① دماغی اور جسمانی طور پر صحت مند ہو۔

② سن بلوغت تک پہنچ چکا ہو، جو بالعموم ۱۴ سال کی عمر ہوتی ہے، اس سے کم عمر کے بچوں کو ان کی سہولت کے ساتھ روزہ رکھنے کی ترغیب دینی چاہئے، تا کہ وہ اس کے عادی ہو جائیں اور جب اپنی عمر کو پہنچیں، تو ذہنی اور جسمانی طور پر روزہ رکھنے کے لیئے تیار ہوں۔

③ کسی جگہ مستقل مقیم ہو، یعنی اپنے گھر یا کاروبار کی جگہ پر مقیم ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ۵۰ میل یا اس سے زائدہ فاصلے کے سفر پر نہ ہو۔

④ روزہ سے اس کی دماغی یا جسمانی صحت متاثر ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ بھوک اور پیاس کا احساس جو روزہ کی وجہ سے ہوتا ہے، وہ اس میں شامل نہیں ہے۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت

روزہ سے رخصت کی جن حالات میں اجازت دی گئی ہے، وہ درج ذیل ہیں:

① وہ بچے جو بلوغت کی عمر تک نہ پہنچے ہوں۔

② ہوش و حواس سے عاری شخص۔ یعنی دیوانہ، مجنوں، یا کسی بیماری کے باعث بے ہوش شخص، جس کی حرکات کے لئے اس سے جواب طلب نہ کیا جا سکتا ہو۔

درج بالا دونوں اقسام کے لوگوں پر روزہ فرض نہیں ہے۔ اور انہیں روزہ رکھنے کے عوض کسی قسم کا کفارہ نہیں دینا ہوتا۔

③ انتہائی ضعیف مرد اور عورت جو ضعیف العمری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی قوت نہ رکھتے

ہوں، ایسے لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن ان کے لئے ضروری ہے کہ کم سے کم ایک محتاج شخص کو کم سے کم ایک وقت کا کھانا، ہر نہ رکھے گئے روزے کے بدلے کھلائیں یا اس کے کھانے کی قیمت ادا کریں۔ اس رعایت کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ضعیف افراد بھی جب کبھی روزہ رکھنے کی استطاعت پائیں، خواہ وہ ایک دن کے لئے ہی ہو، انہیں روزہ رکھ لینا چاہئے۔ البتہ انہیں نہ رکھے جانے والے روزوں کا فدیہ دینا، یا قضا رکھنا ہوگا۔ بصورتِ دیگر وہ اپنی غفلت کے لئے جوابدہ ہوں گے۔

④ ایسے بیمار افراد جن کے روزے رکھنے سے ان کی بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ اس وقت تک اپنے روزے ملتوی کر سکتے ہیں، جب تک ان کی صحت پوری طرح بحال نہ ہو جائے۔

⑤ ایسے لوگ جو ۵۰ میل یا اس سے زیادہ فاصلے کے سفر میں ہوں۔ مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن اگر کسی نقصان کے بغیر مسافر روزہ رکھ سکتا ہے تو اسے رکھ لینا چاہئے۔ تاہم اگر روزہ نہ رکھا جائے تو رمضان کے بعد چھوڑے گئے روزوں کی تعداد پوری کی جا سکتی ہے۔

⑥ حاملہ خواتین اور ایسی خواتین جو اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہوں، وہ بھی روزہ نہ رکھنے کی سہولت سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں، بشرطیکہ روزہ رکھنے سے ان کی یا ان کے بچے کی صحت اور زندگی متاثر ہونے کا اندیشہ ہو۔ ایسی خواتین کو بعد میں قضا روزوں کے بدلے روزے رکھنے ہوں گے۔ تاہم دوران رمضان اگر وہ روزہ رکھنے کی استطاعت پائیں تو روزہ رکھ لیں۔

⑦ خواتین کو حیض و نفاس کے دوران روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ خواہ وہ روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتی ہوں۔ ان خواتین کو ایام اور نفاس سے پاکیزگی کے بعد

روزے پورے کرنے ہوں گے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ان تمام امور پر نیک نیتی، اللہ تعالیٰ کے حضور بندگی اور اطاعت کے جذبے اور نیت کے ساتھ عمل کیا گیا ہو۔ کسی بھی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھ سکیں، تو بعد کے دنوں میں تعداد پوری کرنا ہوگی۔

روزہ کب ٹوٹتا ہے؟

روزے کے دوران ارادی طور پر کوئی چیز کھانے، یا پینے، یا تمبا کو نوشی کرنے، یا منہ کے ذریعہ جسم میں کسی چیز کے داخل ہونے، یا مباشرت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی معقول جواز کے بغیر ان میں سے کوئی بھی عمل سرزد ہوا ہو، تو اس کے کفارے کے لئے ہر ایک روزے کے بدلے ساٹھ روزے متواتر رکھنے ہوں گے یا ساٹھ مساکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہوگا۔

رمضان کے روزوں کے علاوہ، عام دنوں میں کسی معقول وجہ کی بنا پر روزہ توڑا گیا ہو تو اس شخص کو بعد میں ہر روزہ کے بدلے ایک روزہ رکھنا ہوگا۔

وہ صورتیں جن میں روزہ توڑ دینا جائز ہے:

① یکا یک کوئی زبردست دورہ پڑ گیا، یا کوئی ایسی بیماری ہوگئی کہ جان پر بن آئی، یا خدانخواستہ موٹر وغیرہ سے حادثہ ہوگیا، اونچے مقام سے گرنے کی وجہ سے حالت غیر ہوگئی۔

② ایسی شدت کی بھوک یا پیاس لگی، کہ نہ کھانے پینے سے ہلاک ہوجانے کا اندشیہ ہے۔ کہ اگر روزہ نہ توڑا تو بیماری بڑھ جائے گی۔

③ اچانک بیمار پڑ گئے اور یہ اندیشہ تو نہیں کہ جان جاتی رہے گی، البتہ خطرہ ہے کہ روزہ

نہ توڑا تو بیماری بڑھ جائے گی۔

④ کسی حاملہ عورت کو کوئی ایسا حادثہ پیش آ گیا کہ اپنی یا اپنے بچے کی جان کا ڈر ہے، تو اس صورت میں روزہ توڑنا جائز ہے۔

⑤ کسی کو سانپ وغیرہ نے کاٹ لیا اور فوراً دوا کا استعمال ضروری ہے۔

⑥ کمزوری تو تھی مگر ہمت کر کے روزہ رکھ لیا، دن میں محسوس ہوا کہ اگر روزہ نہ توڑا تو جان پر بن آئے گی، یا پھر مرض کا شدید حملہ ہو جائے گا۔

تاہم ان تمام صورتوں میں روزے کی قضا لازم ہے

وہ صورتیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور دوبارہ رکھنا واجب ہے:

① بے ارادہ کوئی چیز پیٹ میں پہنچ گئی۔ مثلاً ناک، کان یا آنکھ یا پیٹ یا سر کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی ہو۔

② قصداً منہ بھر کر قے کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ لیکن از خود آ جائے یا قصداً کی، لیکن منہ بھر نہیں ہے، تو روزہ نہیں ٹوٹا نہ مکروہ ہوا۔

③ روزہ میں کوئی خاتون اپنے مقام خاص میں کوئی دوا یا تیل وغیرہ ڈالے۔

④ کسی خاتون نے علاج کی غرض سے انگلی شرم گاہ میں داخل کروائی۔ پھر ساری انگلی یا انگلی کا کچھ حصہ نکالنے کے بعد دوبارہ داخل کیا، تو روزہ جاتا رہا (P.V کرنے سے)۔

اسی طرح اگر روئی یا کوئی دوا اندر رکھی گئی، اس طرح کہ وہ پوری اندر غائب ہو گئی تو، روزہ ٹوٹ جائے گا۔ روزہ کی قضا واجب ہے۔ البتہ اس پر کفارہ نہیں ہے۔

⑤ کسی نے جلاب کا عمل لیا یا مقعد کے اندر (P.R) سے معائنہ کروایا۔

⑥ مسواک کرتے ہوئے، یا یوں ہی مسوڑھے وغیرہ سے خون نکلا اور روزے میں تھوک کے ساتھ نگل لیا، تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر تھوک میں خون کی مقدار کم ہے اور حلق

میں محسوس نہیں ہورہا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

دانت نکلوانے سے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، لیکن اس دوران خون نکلا اور نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔

⑦ حقہ، سگریٹ، بیڑی وغیرہ پی لی، تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

وہ صورتیں جن میں روزہ مکروہ نہیں ہوتا:

① کان میں پانی چلا جائے یا کوئی قصداً ڈال دے۔ آنکھ میں سرمہ لگانے سے۔

② ادویات کے ٹیکے لگانے سے۔ خون یا بلغم وغیرہ ٹیسٹ کروانے سے۔

③ پچھنے لگوانے سے اور خون کا عطیہ دینے سے روزہ فاسد ہوگا نہ مکروہ۔ البتہ کمزوری لاحق ہونے کے اندیشے سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پچھنے نہیں لگواتے تھے۔ لہٰذا خون کا عطیہ بھی دینا ضروری ہو تو افطار کے بعد دیں۔

④ جلد پر استعمال کی کریم، لوشن، یا جلد کو بے حس کرنے کے لئے کوئی دوا جلد پر لگانے سے۔

⑤ بے اختیار قے ہو جانے سے، منہ بھر کر ہو، کم یا زیادہ ہو، روزہ مکروہ نہ ہوگا۔ اگر کچھ حصہ بے اختیار پیٹ میں لوٹ جائے تب بھی روزہ مکروہ نہ ہوگا۔

⑥ مسواک استعمال کرنے سے۔

⑦ اگر غلطی سے کوئی چیز کھا لے، یا پی لے، یا ایسا فعل انجام دے جس سے روزہ ساقط ہوتا ہو، تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ بشرطیکہ غلطی کا احساس ہونے پر اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہو۔

⑧ نہانے، یا سر پر پانی ڈالنے سے، کلی کرنے، یا ناک میں پانی ڈالنے سے۔

⑨ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

کن دنوں میں روزہ رکھنا ممنوع ہے:

① عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن (یکم شوال اور دس ذوالحج)(بخاری، مسلم)
② ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳، ذوالحج)(ابوداؤد، مسلم)
③ شعبان کی آخری تاریخوں کے روزے استقبال رمضان کے لیے رکھنا۔
④ ہمیشہ روزہ رکھنا۔ (ابن ماجہ)
⑤ جمعہ کا الگ روزہ رکھنا۔ (بخاری، مسلم)
⑥ مشکوک دن کا روزہ رکھنا۔ (مثلاً ۳۰ شعبان کو یہ سمجھتے ہوئے روزہ رکھنا کہ شاید آج یکم رمضان ہو)۔(ابوداؤد)
⑦ روزے میں وصال کرنا۔ افطار کیے بغیر مسلسل دو دن روزے سے رہنا۔ (بخاری)
⑧ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا نفل روزے رکھنا۔ (بخاری)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا گیا:
"یہ کیا بات ہے کہ ایام حیض میں جو روزے قضا ہوتے ہیں ان کی تو قضا کی جاتی ہے اور جو نمازیں قضا ہوتی ہیں ان کی قضا نہیں پڑھی جاتی؟"۔
ام المومنینؓ نے فرمایا:
"رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جب ہم اس میں مبتلا ہوتے تھے تو ہم کو ان دنوں کے قضا شدہ روزے رکھنے کا تو حکم دیا جاتا تھا اور قضا نمازیں پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا"۔ (مسلم)

روزے میں معالج کی رہنمائی

اس ماہِ مقدس میں ایک مسلمان معالج کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ کسی بیماری میں مبتلا شخص کے لئے روزہ رکھنے، نہ رکھنے، یا رکھنے میں سہولت پیدا کرنے کا بڑا انحصار ایک طبیب کے مشورہ پر ہے اس لئے کہ:

"جو شخص کسی عذر اور مرض کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے۔ پھر وہ عمر بھر روزے رکھے تب بھی اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔" (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

عام طور پر پائے جانے والے کچھ امراض میں دی جانے والی رہنما ہدایات درج ذیل ہیں۔ اسی سے دیگر امراض کے لئے بھی مشورہ دینے میں ہدایت لی جاسکتی ہے۔

ذیابیطس

کھانے پینے سے تعلق کے باعث، اس مرض میں بعض اوقات روزہ رکھنا دشوار معلوم ہوتا ہے، کیونکہ خون میں شکر کی کمی مریض کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔ تاہم مناسب احتیاط ملحوظ رہے، تو روزہ رکھنے کے خواہش مند کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

<u>ذیابیطس کے مریض تین قسم کے ہوسکتے ہیں:</u>

① غذا کے ذریعہ خون میں شکر کی مقدار برقرار رکھنے والے مریضوں کے لئے روزہ مددگار ثابت ہوتا ہے، جبکہ وہ سحر و افطار میں اعتدال سے کام لیں، اور غذا میں حراروں کی مقدار مقررہ حد کے اندر رکھیں۔

(۲) وہ مریض جو غذا اور گولیوں کے ذریعہ اپنے مرض کو قابو میں رکھتے ہیں، انہیں دوا کی مقدار اور اسے لینے کے اوقات میں کچھ ردوبدل کی ضرورت ہے۔

عام دنوں میں صبح کے وقت لی جانے والی دوا کی خوراک اب افطار کے وقت، اور شام کو لی جانے والی دوا کی خوراک سحر کے وقت لی جائے گی۔ اگر وہ دن میں ایک ہی مرتبہ دوا لیتا ہے تو دوا کی خوراک افطار کے وقت لے۔

(۳) انسولین پر انحصار کرنے والے مریض اسی طرح سحر و افطار کے ساتھ ٹیکہ لگوا کر روزہ رکھ سکتے ہیں۔ تاہم بعض اوقات ان کے لئے روزہ رکھنے میں دقت ہو سکتی ہے۔ بالخصوص دوران حمل خون میں شکر کی مقدار کو ایک سطح پر برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اطباء صورتِ حال کے مطابق مریض کو رہنمائی دے سکتے ہیں۔

(۴) ذیابیطس کے مریض زیادہ حراروں والی مرغن غذائیں، شکر اور میدہ کی بنی ہوئی اشیاء استعمال نہ کریں۔ سادہ غذا بھوک رکھ کر کھائیں تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

(۵) ذیابیطس کے مریض میں روزے کے دوران خون میں شکر کی مقدار اچانک کم ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں انہیں بین الوریدی ڈرپ لگائی جا سکتی ہے۔

بلند فشار خون

بلڈ پریشر کی زیادتی روزہ رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں تاہم ایسے مریضوں کے لئے لازم ہے کہ:

(۱) غذا میں اعتدال رکھیں۔ بالخصوص کھانے میں خوردنی نمک اور چربی کی مقدار کم ہو۔

(۲) وہ اپنی ادویات باقاعدگی سے کھائیں۔

④ اطبا انہیں ایسی ادویات تجویز کریں، جن کا اثر دیر پا ہو۔ تا کہ دن میں ایک یا دو خوراکوں سے خون میں دوا کی سطح قائم رہے۔

بعض لوگ کم فشارِ خون (لو بلڈ پریشر) کی شکایت کرتے ہیں۔ امراضِ قلب کی کتابوں میں اس نام کی کوئی بیماری نہیں، اگر کمزوری، چکر آنے یا کم ہمتی کی شکایت ہے تو اس کے لئے مناسب خوراک لینے سے مدد مل سکتی ہے۔

دمہ

دمہ کے مریضوں کے لئے روزہ رکھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ دمہ کے دورہ سے بچاؤ کی ایسی ادویات تجویز کرنا مناسب ہے جن کا اثر دیر پا ہو۔ تاہم روزے کے دوران دمہ کا دورہ ہو جائے تو ان ہیلر (Inhaler) استعمال کیا جا سکتا ہے۔

امراضِ قلب

ایسے مریضوں کے لئے روزہ رکھنے میں کوئی دشواری نہیں۔ سحر و افطار میں دیر پا اثر رکھنے والی دوا کھانا فائدہ مند رہتا ہے۔ آج کل ایسی ادویات موجود ہیں، جو دن میں ایک یا دو مرتبہ لینے سے مرض کنٹرول رہتا ہے۔ جلد پر لگانے والے سٹکر (Patch) بھی میسر ہیں۔

معدے کے امراض

معدے کا السر قابلِ علاج مرض ہے، السر کا دائمی مریض کوئی نہیں ہوتا۔ السر کی تکلیف ہو، علاج ہو رہا ہو پھر بھی روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ مریض کو ایسی دوائیں دی جا سکتی ہیں جو دیر پا اثر رکھتی ہیں۔ سحر و افطار میں لی گئی دوا تکلیف سے بچاؤ میں معاون ہو سکتی ہے۔

سینے کی جلن کی شکایت بالعموم مرغن اور چٹ پٹی اشیاء سے پرہیز کرنے سے ٹھیک ہو جاتی ہے۔ادویات بھی معاون ہوسکتی ہیں۔

خالی پیٹ درد ہو، یا معدہ میں شدید درد ہوتو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔درد کی شدت کے مطابق روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا مشورہ دیا جاسکتا ہے۔

جن لوگوں کو سحری کے بعد متلی یا قے ہوجاتی ہو، دورانِ حمل خواتین کو اس طرح کا کوئی مسئلہ ہو، تو سحری کھانے سے آدھا گھنٹہ پہلے معالج کے مشورہ سے قے روکنے کی دوا کھالیں۔

معدے کی تیزابیت کا آسان علاج یہ ہے کہ:

- مرغن چٹ پٹی اشیاء نہ کھائیں۔
- تلی ہوئی چیزیں نہ کھائیں۔
- سوڈا والی مشروبات استعمال نہ کریں۔
- چائے نہ پئیں، بلکہ ہر طرح کی منشیات مثلاً سگریٹ، تمباکو نوشی سے اجتناب کریں۔
- بھوک رکھ کر کھانا کھائیں۔
- سبزیاں، پھل وغیرہ زیادہ استعمال کریں۔

دورانِ حمل اور رضاعت

بالعموم اس دوران روزہ رکھنے سے کسی خاص نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا تاہم اگر بچہ اور ماں دونوں یا کسی ایک کی صحت کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں۔اطبا اس کا فیصلہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔

دودھ پلانے والی ماں کے جسم میں ایسی تبدیلیاں آتی ہیں، جن سے روزہ کی وجہ سے دودھ کی فراہمی پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔تاہم اسے چاہئے کہ رات کو خوب پانی پیئے۔

امراضِ گردہ

گردے میں پتھریاں اکثر بنتی رہتی ہیں اور پیشاب کے راستے سے خارج بھی ہوتی رہتی ہیں۔ ایسے مریض اپنے ڈاکٹر کے مشورہ سے کھانے میں احتیاط کریں اور افطاری سے سحری تک پندرہ سولہ گلاس پانی پئیں۔

ذہنی امراض

ذہنی امراض مثلاً ڈیپریشن وغیرہ دماغ میں موجود سب کا نظام گڑبڑ ہونے سے ہوتے ہیں۔ روزہ ایسے مریضوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے۔

حیض، استحاضہ اور نفاس کے مسائل

- حیض آنے کی عمر کم سے کم نو سال ہے اور زیادہ سے زیادہ پچپن سال کی عمر تک حیض آتا ہے۔
- عام طور پر حیض کا خون آنے کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے اور کم سے کم تین دن رات۔ کسی کو عادتاً اس سے زیادہ یا کم خون آتا ہو تو اسی کا لحاظ کیا جائے گا۔
- نفاس کا خون آنے کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے اور کم کی کوئی حد نہیں۔ چالیس دن سے پہلے خون بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور رمضان کے روزے رکھے۔
- دو حیض یا نفاس کے بعد حیض آنے کے درمیان میں عورت کے پاک رہنے کی مدت پندرہ دن ہے۔ اس سے کم کو استحاضہ سمجھا جائے گا۔
- حمل گر جانے کی صورت میں اگر بچے کا کوئی عضو بن چکا تھا، تو آنے والا خون نفاس کا

خون ہوگا اور اگر بچہ محض گوشت کا لوتھڑا ہوتو اگر اس میں حیض کی شرائط پوری ہوں تو حیض سمجھا جائے گا ورنہ استحاضہ۔ تین دن سے کم خون جاری رہے، یا پاکی کا زمانہ پندرہ دن سے کم ہو، تو استحاضہ ہوگا۔

- بچے کی پیدائش کے بعد چالیس دن سے زیادہ خون جاری رہے تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور باقی استحاضہ۔ غسل کے بعد اپنے دینی فرائض پورے کرے۔
- ایام حیض ونفاس میں نماز اور روزہ معاف ہیں۔ نماز کی بعد میں کوئی قضا نہیں، لیکن رمضان کے روزہ کی تعداد بعد میں پوری کر لے۔ حیض کی مدت کے بارے میں کچھ علماء نے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ:

''ایام کی تعداد کے بارے میں کوئی حد بندی نہیں کی جا سکتی۔ ہر خاتون کا معاملہ مختلف ہے۔ اگر کسی خاتون میں عادتاً تین دن سے کم یا دس دن سے کچھ زیادہ خون جاری رہتا ہے تو وہ اس کے مطابق اپنے معاملات طے کر سکتی ہے۔''

ایک ڈاکٹر کسی خاتون کی تفصیلات معلوم کر کے آسانی سے یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ معمول کا حیض کتنے روز کے لئے ہے۔ یہ فیصلہ اس لئے اہم ہے کہ اس کا تعلق ایک فرد کے نماز اور روزہ جیسے اہم فرائض سے ہے۔

رمضان اور حج کے لئے ایام کو مؤخر کرنا

کچھ خواتین ادویات کے ذریعہ رمضان اور حج کے لئے ایام کو مؤخر کرنا چاہتی ہیں۔ خواتین کا یہ عمل رمضان کی مبارک ساعتوں سے حصول فیض اور حج اور حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل کرنے کے جوش وجذبہ کا مظہر ہے۔ ان کا یہ جذبہ قابل فہم مگر غیر ضروری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے خواتین کے فطری داعیات رکھے ہیں۔ ایام میں انہیں نماز کی رخصت عطا کی ہے۔ روزوں کی تعداد بعد میں پوری کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس پر ان کے اجر میں کسی کمی کا اندیشہ نہیں۔ تاہم کوئی خاتون کسی بھی وجہ سے یہ خواہش رکھتی ہے کہ حج کے افعال کی ادائیگی اور حرم شریف کی حاضری کے دوران ایام سے پاک رہے یا یہ کہ رمضان کا پورا مہینہ بغیر تعطل کے روزے رکھ سکے اور اس غرض کے لئے کوئی دوا استعمال کرتی ہے تو وہ کسی اسلامی اصول کی خلاف ورزی کی مرتکب نہیں ہوتی، اگرچہ اس طرح زیادہ اجر حاصل ہونے کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی۔

تاہم طبی اعتبار سے کسی طرح کی ادویات کے استعمال سے پہلے کسی مستند طبیب سے مشورہ کرلینا چاہئے۔

روزے کے احکام

سوال: ازراہ کرم وضاحت فرمایئے کہ کیا روزے کی حالت میں مندرجہ ذیل کام کرنے کی اجازت ہے؟

ٹوتھ برش کا استعمال، نہانا، شیو کرنا یا خط بنانا، سر میں تیل لگانا، کریم یا خوشبو استعمال کرنا اور تمباکو نوشی؟

جواب: باوجود اس کے کہ ٹوتھ پیسٹ صرف منہ تک رہتی ہے اور کھائی نہیں جاسکتی، یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کا کچھ حصہ حلق سے نیچے اتر جاتا ہے یا نہیں۔ اسی بنا پر تمام علماء روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال ممنوع قرار دیتے ہیں۔ صرف ٹوتھ برش (بغیر پیسٹ کے) یا ترجیحی طور پر مسواک کا استعمال دن کے پہلے نصف حصے میں کیا جاسکتا ہے۔ تاہم دن کے آخری نصف حصے میں ٹوتھ برش یا مسواک کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے کیونکہ روزے کی

حالت میں دن کے آخری نصف حصے میں منہ کے اندر ایک مخصوص مہک پیدا ہو جاتی ہے، ممکن ہے یہ مہک ہمیں پسند نہ ہو لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ روزے دار کے منہ کی یہ مہک اللہ کے نزدیک مشک سے بڑھ کر ہے۔ برش یا مسواک استعمال کرنے سے یہ مہک باقی نہیں رہتی۔ اس لئے تمام مسالک کے علماء نے دوپہر کے بعد روزے کی حالت میں مسواک کا استعمال ممنوع قرار دیا ہے۔

روزے کے دوران غسل کی اجازت ہے خواہ یہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے یا صفائی کے لئے یا گرم موسم میں جسم کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے۔ تاہم غسل کے دوران اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ پانی حلق سے نیچے نہ جائے۔

روزے میں شیو کرنے، خط بنانے، کریم لگانے اور سر میں تیل استعمال کرنے کی بھی اجازت ہے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی چیز جسم کے اندر داخل نہیں ہوتی۔ تاہم شیو کرنا، ایک مسلمان کے لئے مذہبی فریضہ نہیں ہے اس لئے اسے کسی بھی دن پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

سگریٹ یا پائپ کے ذریعہ تمباکو نوشی روزے کو ختم کر دیتی ہے کیونکہ منہ سے جسم کے اندر داخل ہونے والی کوئی بھی چیز روزہ برقرار نہیں رہنے دیتی۔ خواہ یہ غذا ہو یا پنی ہو یا تمباکو کا دھواں ہو۔

روزے میں آنکھیں یا کانوں کی دوا کا استعمال:

سوال: کیا روزے کی حالت میں آنکھوں میں یا کانوں میں قطرے والی دوا استعمال کی جائے تو اس سے روزہ ساقط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دوا بالآخر معدے میں پہنچتی ہے۔ یہ بات قابل فہم ہے کہ ماضی میں انسانی جسم اور اس کے اندرونی نظام کے بارے میں پوری طرح

واقفیت نہ ہونے کی بناپر علماء کی یہ رائے ہو۔

جواب: جو باتیں روزہ ٹوٹنے کا سبب بنتی ہیں ان میں کھانا، پینا اور جنسی عمل بھی شامل ہے۔آنکھ یا کان میں دواڈالنا نہ تو کھانے کے زمرے میں آتا ہےاور نہ پینے کے۔امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں واضح طور پر کہا ہے کہ چونکہ کوئی شخص آنکھ یا کان کے ذریعہ کھا پی نہیں سکتا اس لئے آنکھ یا کان کی دوا کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔میرے خیال میں یہ نقطہ نظر درست ہے۔

حالت روزہ میں انجکشن لگوانا اور دیگر ذرائع علاج:

سوال: آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ روزے کی حالت میں بین عضلاتی (Intramuscular) اور بین وریدی (Intravenous) انجکشن لینے یا حقنہ کروانے (Enema) سے روزہ قطعاً متاثر نہیں ہوتا۔ایک ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے مجھے اس ''عمومی اجازت'' کو تسلیم کرنے میں تامل ہے۔یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ انجکشن کے ذریعہ گلوکوز اور دیگر مقوی اجزاء انسانی جسم کے اندر پہنچائے جاسکتے ہیں اور یہ طریقہ تمام اسپتالوں میں رائج ہے۔اگر آپ اس طرح کی ''عمومی اجازت'' دے دیتے ہیں تو گویا کہ آپ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ جل جلالہ، کو دھوکا دینے کا دروازہ کھول رہے ہیں۔لوگ انجکشن کے ذریعہ جسم میں پانی اور غذائی اجزاء کی کمی کو پورا کرلیا کریں گےاوراس طرح روزے میں بھوک پیاس کی مشقت سے بچے رہیں گے، جبکہ روزے کا ایک مقصد ہمیں بھوک پیاس کی آزمائش کا احساس دلانا بھی ہے۔براہِ کرم وضاحت فرمایئے؟

جواب: میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایک مسئلہ کی طرف نشاندہی فرمائی۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو فرد اللہ تبارک وتعالیٰ کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے، وہ اس

کی سزا سے بچ نہیں سکے گا۔اس موقع پر میں یاد دلاؤں گا کہ ایک حدیث قدسی کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے، سوائے روزہ کے، اس لئے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔'' (مسلم، احمد، نسائی)

اگر آپ اس حدیث قدسی پر غور فرمائیں تو اس سے روزے کی عظیم اہمیت واضح ہوتی ہے۔روزہ رکھنے میں کسی منافقت کا عمل داخل ہو ہی نہیں سکتا۔اگر آپ روزہ رکھتے ہیں تو اس لئے کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ اس کی رضا کے لئے بھوکے پیاسے رہتے ہیں اور روزہ کی پابندیوں کو برداشت کرتے ہیں۔اگر آپ بظاہر روزہ دار نظر آنے کا ارادہ کرلیں تو دراصل آپ کو روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔اگر بند کمرے میں چپکے سے کچھ کھا پی لیں تو سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے، کسی کو آپ کے اس عمل کی خبر تک نہ ہوگی۔اگر بات یہی ہے تو کس کو ضرورت ہے کہ مشکل اٹھا کر اسپتال جائے، وارڈ میں بستر حاصل کرے اور ڈاکٹر کو آمادہ کرے کہ وہ اسے گلوکوز اور دیگر مقوی اجزاء کا انجکشن یا ڈرپ لگائیں۔اس سے زیادہ آسان یہ ہے کہ وہ فرد روزہ دار نظر آنے کی اداکاری کرتا رہے اور چھپ چھپ کر کھاتا پیتا رہے یا پھر بیمار بن جائے اور علی الاعلان کھانا پینا شروع کردے لیکن اس طرح وہ کس کو دھوکا دے رہا ہے؟ اللہ رب عظیم وجلیل کو؟ اگر ایسا ہے تو اسے یہ کوشش کرنے دیجئے، وہ خود اس کے نتائج آخرت میں دیکھ لے گا۔

اگر مریض کو ضرورت پڑنے پر دوا، انجکشن کے ذریعہ دی جائے تو مریض کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔واضح بات ہے کہ اگر کوئی فرد دوا کے علاوہ کوئی اور ''شے'' بذریعہ انجکشن اپنے جسم میں پہنچاتا ہے تو ہم اس شے کو ''دوا'' نہیں کہیں گے، چاہے وہ شے میڈیکل اسٹور سے خریدی گئی ہو۔میں نے دواؤں کا ذکر کیا تھا، ان میں دمہ کے لئے لیے جانے والے ان ہیلر (Inhaler) ''انیا'' انجکشن وغیرہ شامل ہیں۔دمہ کا مریض دورہ پڑنے پر سخت تکلیف

محسوس کرتا ہے۔ اسے سانس لینے میں شدید دشواری ہوتی ہے، ایسے میں ان ہیلر کے استعمال سے اسے افاقہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح کان کی تکلیف کا مسئلہ ہے یا انیما کا مسئلہ ہے، لیکن تمام باتیں یا رعایتیں ان لوگوں کے لئے ہیں، جو خلوصِ دل سے روزہ رکھنے کے خواہش مند ہوں نہ کہ نعوذ باللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کو دھوکا دینے کے۔ ہم نے روزے کی حالت میں بذریعہ انجکشن ''دوا'' دینے کی بات کی ہے، دوا کے علاوہ ''دیگر اشیا'' کی نہیں۔ جن سے روزے کے اصولوں کو پامال کردیا جائے۔

روزے کے دوران غسل

سوال: کیا کوئی شخص جنابت کی حالت میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے اور غسل کو طلوع آفتاب کے بعد تک مؤخر کرسکتا ہے؟ ازراہ کرم یہ وضاحت فرمائیے کہ جنابت کی حالت میں کیا دوپہر سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر ایک شخص روزہ رکھنے کے بعد صبح سو کر اٹھتا ہے اور خود کو جنابت کی حالت میں پاتا ہے تو اس کا روزہ بدستور قائم رہے گا۔ اس کو صرف غسل کرنا ہوگا۔ اس طرح رات کے دوران جنابت کی حالت اختیار کرنے کے بعد غسل صبح تک مؤخر کیا جاسکتا ہے۔ اس حالت میں رہنے سے روزہ متاثر نہیں ہوگا۔ یہ بات ضرور ہے کہ اگر وہ غسل کو مؤخر کرے گا تو فجر کی نماز وقت پر ادا نہیں کرسکے گا۔

دوپہر سے پہلے غسل کرلینا بہتر ہے لیکن ایسا نہ کیا جاسکے تو مزید تاخیر سے روزہ متاثر نہیں ہوگا۔ ایسے معاملے میں اہمیت نماز کی ہے، جو وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ بصورتِ دیگر روزہ قائم رہتا ہے۔ نماز قضا کرنے سے بھی روزے پر اثر تو نہیں پڑتا لیکن یہ بات قابل تعریف ہرگز نہیں۔ نماز اور روزہ، دو الگ عبادات ہیں اور ان دونوں کا اہتمام علیحدہ علیحدہ

ہی کیا جاتا ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی عدم ادائیگی ایک ایسا فعل ہے جس سے کسی بھی مسلمان کو گریز کرنا چاہیے۔

سفر کی وجہ سے روزوں کی تعداد کا فرق

سوال: گزشتہ برس جب رمضان کا آغاز ہوا تو میں پاکستان میں تھا۔ چونکہ پاکستان میں رمضان کا چاند سعودی عرب کے مقابلے میں ایک دن بعد نظر آیا تھا اس لئے سعودی عرب کے حساب سے میں نے روزے ایک دن بعد رکھنے شروع کئے تھے۔ رمضان کے دوران میں واپس سعودی عرب آگیا اور روزہ کا اختتام سعودی عرب میں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں نے صرف ۲۸ روزے رکھے۔ ایک روزہ میں نے بعد میں ادا کیا لیکن عملاً یہ ہوا کہ پاکستان میں شوال کا چاند، سعودی عرب کے مقابلے میں دو دن بعد نظر آیا۔ اس طرح پاکستان میں ۳۰ روزے رکھے گئے۔ از راہِ کرم یہ بتائیے کہ مجھے بعد میں دو روزے رکھنے چاہئیں تھے یا ایک؟

جواب: دو ملکوں کے درمیان سفر اور دونوں جگہ روایت ہلال کے فرق کے پیش نظر ایک روزہ رکھ کر، روزوں کی تعداد پوری کرنا مناسب طریقہ ہے۔ روزوں کا اختتام اس ملک کے لوگوں کے ساتھ کرنا چاہیے جہاں آپ موجود ہوں۔ اگر اس طرح آپ کے روزوں کی تعداد ۲۹ سے کم ہو تو ایک یا دو روزے رکھ کر آپ کو اپنے روزے ۲۹ یا ۳۰ کر لینے چاہئیں۔

آپ نے جو صورتِ حال بتائی ہے اس کے مطابق آپ کو ۲۹ روزے پورے کرنے چاہئیں تھے۔ یعنی رمضان کے بعد ایک روزہ رکھنا چاہیے تھا۔ لیکن اگر آپ دو روزے رکھتے ہیں تب بھی آپ کو کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ فائدہ ہی ہوگا اور آپ کا اضافی روزہ نفلی روزہ تصور کیا جائے گا جس کا اجر آپ کو ملے گا۔

اس معاملے کی ایک دوسری صورت بھی ہے۔ اگر ایک شخص آپ کے برخلاف، مخالف سمت میں سفر کرتا ہے تو اسے بالکل مختلف صورتِ حال کا سامنا کرنا ہوگا۔ وہ ایک دن پہلے روزے رکھنا شروع کردے گا اور جب سفر کر کے دوسرے ملک پہنچے گا اور وہاں رہتے ہوئے تیس روزے مکمل کردے گا تو اسے پتا چلے گا کہ یہاں کے لوگ ابھی مزید روزے رکھ رہے ہیں۔ ایسی صورت حالت میں ۳۰ روزوں سے زیادہ روزے نہیں رکھنا چاہئیں لیکن اسے اس امر کی تشہیر بھی نہیں کرنی چاہئے کہ وہ روزے سے نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی بھی سال کے دوران رمضان کا مہینہ ۳۰ دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا۔

سفر کے دوران روزہ رکھنا

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی سہولت اور آرام کے لئے سفر کے دوران نمازوں کو مختصر کرنے اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو بیماروں کی طرح مسافر کو بھی اس وقت روزہ نہ رکھنے اور اس کی قضا بعد میں ادا کرنے کی رعایت دے رکھی ہے۔ آج کل کے دور میں ذرائع مواصلات کی ترقی کے نتیجے میں سفر آسان اور آرام دہ ہوگیا ہے۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا آج کل سفر کے دوران روزہ رکھا جاسکتا ہے۔ ایسا کرنے والا اللہ کی حکم عدولی کا مرتکب تو نہیں ہوگا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے بیمار اور مسافر کو یہ رعایت دیتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

''اور تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر میں، اسے چاہئے کہ اتنے ہی دنوں کے روزے بعد میں رکھے۔'' (جتنے دن کے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹ جائیں)۔

قرآن کے کسی حکم کو سمجھنے کے لئے سیاق وسباق پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ آیت میں دو افراد کو رعایت دی گئی ہے، جن میں سے ایک بیمار اور دوسرا مسافر ہے۔ لیکن آیت میں نہ تو

بیماری کی شدت اور نوعیت کا ذکر ہے نہ سفر کی طوالت اور کیفیت کا۔ بیماری شدید اور پیچیدہ نوعیت کی بھی ہوسکتی ہے اور معمولی سر کا درد بھی بیماری میں شمار ہوتا ہے۔ علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ بیماری کی شدت ضروری نہیں ہے بلکہ کوئی بھی ایسی تکلیف جو روزے کی وجہ سے بڑھ جائے، بیماری ہے اور اس میں اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

یہی صورتِ حال ''سفر'' کی ہے۔ جس کا اطلاق صرف پرانے زمانے کے سخت اور دشوار گزار سفر پر نہیں کیا جاسکتا۔ عالم الغیب کو اس قرآنی آیت کے نازل کرنے سے پہلے بخوبی یہ علم تھا کہ انسان سفر کے تیز رفتار اور آرام دہ ذرائع ایجاد کرلے گا۔ اس کے باوجود احکم الحاکمین نے اپنے اس حکم کو خاص شرائط سے مخصوص کرنے کے بجائے عمومی انداز میں بیان فرمایا۔ علماء کے مطابق اس سہولت کا اطلاق ہر نوعیت کے سفر پر ہوتا ہے، خواہ وہ دشوار سفر ہو یا آرام دہ۔ جب کوئی شخص گھر سے نکلے اور اس کی مسافت پر سفر کا اطلاق ہوتا ہو تو وہ اس سہولت سے استفادہ کرسکتا ہے۔

روزے میں کھانا چکھنے کی اجازت

سوال: میں نے کہیں پڑھا ہے کہ ایک عورت روزہ کے دوران اپنے شوہر کے لئے کھانا تیار کرتے وقت، کھانا چکھ سکتی ہے۔ اگر اس کا شوہر سخت مزاج کا ہو اور کھانے کا ذائقہ صحیح نہ ہونے پر غصہ کرتا ہو۔ اسی طرح ایک ماں اپنے بچے کے لئے غذا تیار کرتے وقت اسے چکھ سکتی ہے۔ براہِ کرم اس مسئلہ پر روشنی ڈالئے۔

جواب: پہلے ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ کھانے اور چکھنے میں فرق ہوتا ہے۔ کسی چیز کا ذائقہ چکھنے کے لئے اس چیز کو بڑی مقدار میں کھانا، چبانا اور نگلنا ضروری نہیں ہے۔ اگر کوئی عورت چمچہ بھر غذا اپنے منہ میں ڈالتی ہے، اس کو چباتی ہے اور نگل لیتی ہے تو یقیناً اس نے

اپنے روزے کو ضائع کر دیا۔ اب یہ حرکت خواہ اس نے اپنے شوہر کے غصہ کی وجہ سے کی ہو یا کسی اور وجہ سے، اس صورت حال میں حکم یہی لاگو ہوگا، کیونکہ اس نے غذا کو کھالیا ہے، جو روزے کی حالت میں ممنوع ہے۔

کسی غذا کا ذائقہ چکھنے کے لئے اس کو نگلنا ضروری نہیں۔ ذائقہ چکھنے کا کام زبان کی نوک انجام دیتی ہے۔ اگر ایک عورت غذا کا بہت تھوڑا سا حصہ منہ میں لیتی ہے اور ذائقہ دیکھنے کے بعد غذا حلق تک پہنچنے سے پہلے اس کو تھوک دیتی ہے تو اس کا روزہ برقرار رہے گا۔ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ اجازت صرف اس وقت ہے جب اس کی واقعی ضرورت ہو۔ کھانے کے ذائقہ پر شوہر کے غصہ کا اندیشہ ایسی ہی ایک صورت ہے۔

بچے کے لئے غذا تیار کرتے وقت اسے چکھنے کا مسئلہ کم شدید نوعیت کا ہے۔ بچے کی غذا کے گرم ہونے کا اندازہ ہاتھ سے لگایا جا سکتا ہے جبکہ اس میں شکر یا نمک کی مقدار اس غذا کے پکانے کے نسخہ سے درست رکھی جا سکتی ہے۔ تاہم اگر اس صورت حال میں بھی غذا کا ذائقہ اوپر بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق پر کھا جائے تو اس سے روزہ ساقط نہیں ہوگا۔

پیشہ ورانہ فرض کی وجہ سے روزہ میں رعایت

سوال: شریعت کے مطابق ایک مسلمان سفر کی صورت میں یا بیماری کی حالت میں رمضان کے روزے قضا کر سکتا ہے۔ لیکن ایک صنعتی کارکن نے، جو ایک سیمنٹ فیکٹری میں بھٹی کے نزدیک کام کرتا ہے، یہ سوال اٹھایا ہے کہ کام کے دوران انتہائی شدید درجہ حرارت کی وجہ سے اس کے لئے لازمی ہے کہ جلد جلد پانی پیئے، ورنہ اس کی صحت کو سخت نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کیا اس صنعتی کارکن کے معاملے میں خصوصی نوعیت کے پیش نظر اسے رمضان کے روزوں کے لئے رعایت دی جا سکتی ہے جبکہ حدیث مبارکہ میں کہا گیا ہے کہ روزہ رکھنے کا

کوئی بھی متبادل قابل قبول نہیں ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے بدلے کوئی بھی معاوضہ نا قابل قبول ہونے کی جو بات آپ نے کہی ہے وہ بالکل درست ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر رمضان میں ایک روزہ نہ رکھا، اگر وہ اپنی پوری زندگی روزے رکھتا ہے تو اس نافرمانی کا کفارہ ادا نہیں کرسکتا جو اس نے ایک روزہ نہ رکھ کر کی ہے۔ یہ صرف اس بناء پر ہے کہ روزہ نہ رکھنے والا عمداً اللہ کی حکم عدولی کر رہا ہے۔

کسی شخص کو روزہ نہ رکھنے کی رعایت صرف دو وجوہات کی بناء پر دی گئی ہے۔ ایک سفر اور دوسری بیماری۔ مسافر کو یہ سہولت حاصل ہے کہ اگر چاہے تو رمضان میں سفر کے دوران روزے نہ رکھے، اس طرح مریض کو روزہ نہ رکھنے کی رعایت ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سفر کے اختتام پر یا بیماری سے صحت یاب ہونے کے بعد اتنے ہی روزے رکھنا ضروری ہیں، جتنے روزے رمضان میں قضا ہوئے۔ قضا روزوں کی یہ ادائیگی اگلے رمضان سے قبل ہونا چاہیئے جب کوئی شخص قضا روزے رکھتا ہے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ متواتر روزے رکھے۔

سخت حالات میں کام کرنے والوں کے روزوں کے بارے میں سوال اکثر اوقات کیا جاتا ہے۔ ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے بندوں کو تکلیف میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ ہم سخت مشکلات میں مبتلا ہوں۔ علماء کا کہنا ہے کہ سخت حالات میں کام کرنے والے شخص کو روزوں کے معاملے میں وہی رعایت حاصل ہے جو مسافر اور مریض کو دی گئی ہے اور اگر اس کے لئے ممکن ہو تو اسے وہی فدیہ ادا کرنا چاہیئے جو مسافر یا مریض کے لئے لازم ہے۔ اگر وہ شخص سال کے ہر دن یکساں سخت حالات میں کام کرتا ہے تو اسے ہر روزے کے بدلے کسی غریب شخص کو دو وقت کا کھانا کھلانا

چاہئے اور اگر اسے یہ سہولت حاصل ہے کہ چھٹیوں میں روزے رکھ سکے تو متبادل روزے رکھ کر رمضان کے روزے پورے کرنا چاہئیں۔

لیکن اس معاملے میں اہم بات یہ ہے کہ ''سخت حالات'' کی تعریف کیا ہے۔ سخت حالت کا مطلب جسمانی مشقت نہیں ہے کیونکہ بہت سے لوگ جسمانی مشقت کے باوجود روزے رکھتے ہیں۔ ''سخت حالات'' کی تعریف کو عام نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ بہت سے لوگ اس رعایت سے ناجائز فائدہ اٹھانے لگیں گے۔ ''سخت حالات'' سے مراد کام کی ایسی نوعیت ہے، جس میں روزہ رکھنا ناممکن ہو جائے۔ آپ نے اپنے سوال میں جس شخص کے حالات کا تذکرہ کیا ہے، وہ ''سخت حالات'' کے معیار پر پورا اترتا ہے۔ یہ خیال رہے کہ یہ رعایت انفرادی سطح پر متعلقہ شخص کے حالات کار کو جانچنے کے بعد ہی دی جا سکتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی جیسے حالات کار میں دو مختلف افراد کی قوت برداشت مختلف ہو اور زیادہ قوت برداشت رکھنے والا شخص روزہ رکھ سکتا ہو جبکہ دوسرے کے لئے یہ ناممکن ہو۔ ''سخت حالات'' میں کام کرنے والے شخص کو رمضان کے دوران درج ذیل طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا:

پہلی رمضان کو وہ روزہ رکھے گا اور اس کے بعد اس وقت تک روزے رکھتا رہے گا جب تک اس میں قوت برداشت ہے۔ جب حالات کی شدت اس کے لئے اس درجہ پر پہنچ جائے جہاں اس کے لئے روزہ رکھنا ممکن نہ ہو، تو روزے نہ رکھے۔

اگر اس شخص کو ہفتے میں ایک یا دو دن کی چھٹی ملتی ہے تو اسے ان چھٹیوں کے دنوں میں روزہ رکھنا چاہئے۔ رمضان کے بعد اسے اتنے ہی روزے رکھنے ہوں گے جتنے اس نے رمضان میں قضا کئے۔ اگر روزے رکھنا اس کے لئے ممکن نہ ہو تو اسے ہر روزے کے بدلے کسی غریب شخص کو دو وقت کھانا کھلانا ہوگا۔

سخت حالات میں کام کرنے والا شخص یہ بھی کر سکتا ہے کہ اپنی سالانہ چھٹیاں رمضان کے مہینے میں لے۔ اگر یہ ممکن ہو تو وہ اللہ کے حکم کی تعمیل قدرے آرام کے ساتھ کر سکے گا۔ میں یہاں ایک بات کہنا چاہوں گا۔ آپ نے اپنے سوال میں صنعتی کارکن کے حوالے سے جو مسئلہ پیش کیا ہے، اسے ایک کارخانے اور اس کے کارکنوں کے باہمی معاملے کی حیثیت سے دیکھنا چاہئے۔ اس قسم کی صنعتوں میں کام کرنے والے محنت کشوں کو رمضان کی آمد سے قبل اپنی انتظامیہ سے مذاکرات کرنے چاہئیں۔ اور افہام وتفہیم سے مسئلے کا حل تلاش کرنا چاہئے۔ شاید یہ ممکن ہو کہ دن کے بجائے صرف رات کو کام کر لیا جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کام کے اوقات کم کر دیئے جائیں یا اگر ممکن ہو تو رمضان کے مہینے میں کارخانہ بالکل بند کر دیا جائے۔ اگر ان میں کوئی بھی صورت ممکن ہو تو اسے ضرور اختیار کرنا چاہئے۔ اگر انتظامیہ، اللہ کے حکم کی تعمیل کرنے میں کارکنوں کی مدد کرے گی تو یقیناً اس کا فائدہ اسے بھی حاصل ہوگا۔

امتحانوں کے دنوں میں روزہ رکھنا

سوال: میں ایک اسکول میں پڑھتا ہوں۔ ماہِ رمضان المبارک کے دوران میرے سالانہ امتحان ہو رہے ہیں۔ کیا میں ان دنوں روزے رکھ سکتا ہوں؟

جواب: میرا خیال ہے کہ آپ کا سوال یہ ہے کہ کیا مجھے امتحان کے دوران روزے رکھنے چاہئیں؟ میری رائے میں اس بات کی کوئی معقول وجہ نہیں کہ کوئی طالب علم امتحان کی تیاری کے لئے یا امتحان کے پرچے دینے کے باعث روزہ نہ رکھ سکے۔ اگر وہ روزے کے دوران امتحان دے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ اپنے مطالعہ اور آرام کے لئے آسانی سے وقت متعین کر سکتا ہے اور امتحان کی تیاری کر سکتا ہے۔ بلکہ درحقیقت روزہ تو ایک طالب علم

کامدگار ثابت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ کھانے کی تیاری اور کھانے پینے میں جو وقت خرچ ہوتا ہے، روزہ رکھنے کے باعث وہ وقت بچ جائے گا۔

فرض کیجئے کہ ہائی اسکول کے طلبہ نصف رمضان کے بعد امتحان میں بیٹھتے ہیں اور رمضان المبارک کے ابتدائی دنوں میں امتحان کی تیاری کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں امتحان کی تیاری کے دوران طالب علم اپنے مطالعہ کے لئے نمازِ فجر کے بعد کا وقت مقرر کر سکتا ہے۔ وہ ظہر سے پہلے کا سارا وقت اس کے لئے وقف کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس وقت وہ تازہ دم ہوتا ہے، بھوک بھی محسوس نہیں کرتا اور نہ کوئی کھانے کا وقت اس کی پڑھائی میں مداخلت کرتا ہے۔

جب وہ ظہر کی نماز ادا کرے تو دو گھنٹے آرام کر سکتا ہے۔ پھر جب جاگتا ہے اور عصر کی نماز پڑھ لیتا ہے تو تب وہ اس قابل ہوتا ہے کہ اپنے نصاب کا ہلکا پھلکا اعادہ کر لے۔ اگر وہ نہیں کر سکتا تو وہ قرآن کریم کی تلاوت کر سکتا ہے۔ اس طرح روزہ رکھنے کا زیادہ ثواب حاصل ہوگا۔ اس طرح ہر طالب علم امتحان میں کامیابی کے لئے اپنے کام اور آرام کے اوقات ترتیب دے سکتا ہے۔

ہمیں نہیں بھولنا چاہئے کہ ہم امتحان میں بیٹھیں یا روزمرہ کا کام انجام دیں، روزہ ہمارے لئے سخت ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کا بہت اجر عطا فرماتے ہیں۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ جل شانہ، فرماتے ہیں:

"ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے۔ سوائے روزے کے، اس لئے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔"

رمضان میں عمرے کی ادائیگی اور روزہ

سوال: اگر رمضان کے دوران عمرے کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ جانا چاہوں تو مجھے روزہ رکھنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: عمرہ اور رمضان کے روزے دو مختلف عبادات ہیں جن کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔ رمضان المبارک کے دوران کوئی بھی سفر کیا جائے، ہر شخص اس سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اس رعایت سے استفادہ کرسکتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مسافر کو دی ہے۔ اگر وہ شخص (مسافر) سفر کے دوران روزہ نہ رکھے تو اسے رمضان کے بعد سفر سے واپسی پر برابر کی تعداد میں روزے رکھنے ہوں گے۔ عمرے کے لئے کئے جانے والے سفر کے لئے بھی یہ رعایت حاصل ہے۔ عمرہ اس رعایت کو ختم نہیں کرتا۔

یہاں یہ واضح کرنا مناسب ہوگا کہ سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی جو رعایت دی گئی ہے اس سے استفادہ کرنے کا اختیار متعلقہ شخص پر منحصر ہے۔ ایک مصدقہ حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے مہینے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ سفر کررہے تھے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سفر میں روزہ رکھا ہوا تھا اور بعض نے روزہ نہ رکھنے کی رعایت سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اگر رمضان میں سفر کے دوران آپ روزہ رکھنا پسند کریں تو روزہ رکھ سکتے ہیں اور اگر نہ رکھنے کی رعایت سے استفادہ کرنا چاہیں تو یہ بھی کرسکتے ہیں۔

رمضان میں وقت گزارنے کے مشغلے

سوال: کیا اس بات کی اجازت ہے کہ رمضان میں روزہ رکھتے ہوئے وقت گزارنے کے لئے فلمیں اور ٹیلی ویژن دیکھا جائے، ریڈیو سنا جائے، اندرون خانہ کھیلے جانے والے

کھیلوں میں مصروف رہا جائے یا ناول اور رسالے وغیرہ پڑھے جائیں؟

جواب: ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ رمضان، عبادات کا مہینہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں جس قدر بھی وقت ملے، اس میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، نوافل ادا کئے جائیں یا کائنات میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوقات پر غور و فکر کیا جائے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ رمضان المبارک کی راتوں میں بیشتر وقت نفل نمازوں میں صرف کیا جائے۔ خاص طور پر تراویح کی نمازوں کا اہتمام کیا جائے۔ اس ماہِ مبارک میں کثرت سے عبادات کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں نیکیوں کا اجر زیادہ عطا کرتے ہیں۔ لہٰذا رمضان میں وقت گزارنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ عبادات میں مشغول رہا جائے۔

کسی شخص کے ساتھ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت اپنی عبادت پر توجہ مرکوز نہ رکھ سکے۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ انسان ہر وقت ایک ہی مصروفیت میں مشغول نہیں رہ سکتا۔ اسے تبدیلی درکار ہوتی ہے۔

اگر تبدیلی مصروفیت کے لئے اس قسم کے مشاغل کی ضرورت ہے تو اس معاملے میں ممنوعہ قسم کی مصروفیات سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے اور بالکل بے ضرر اشیاء کا انتخاب کیا جائے جو کسی بھی لغویت سے پاک ہوں۔ یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ تبدیلی کی مقدار اس قدر نہ ہو کہ تمام وقت اس کی نذر ہو جائے اور اس مبارک مہینے کی مقدس ساعتوں میں آپ عبادات سے محروم رہ جائیں۔ یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ رمضان کو اللہ تعالیٰ نے برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ قرار دیا ہے۔ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم کی آگ سے نجات کا عشرہ ہوتا ہے۔ جس مسلمان کو اپنی زندگی میں یہ موقع میسر آ رہا ہو، اسے درحقیقت کسی اور جانب توجہ کرنی ہی نہیں چاہئے کیونکہ کسی اور مصروفیت میں

وقت صرف کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس مبارک مہینے کی سعادتوں اور اللہ کی رحمت و عنایت سے محروم رہا جائے۔

رمضان المبارک میں تفریح

سوال: بہت سے افراد رمضان المبارک کی مقدس اور عظیم راتوں کو کھیل، سیر سپاٹے، بیداری یا کسی اور قسم کی تفریح میں گزار دیتے ہیں اور دن کے بیشتر حصے میں روزے کی حالت میں پڑے سوتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

جواب: رسول کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ رمضان المبارک نیکیوں کا مہینہ ہے۔ برکات اور نعمتوں کا مہینہ ہے اور اسے ہرگز گنوانا نہیں چاہئے۔

اگر ہم روزے کی حالت میں تقریباً تمام دن سوتے رہیں تو ہم میدانِ جنگ سے بھاگ آنے والے سپاہیوں کی مانند ہوں گے۔ جب ہم سو رہے ہوتے ہیں تو ہم کسی شے سے مقابلہ نہیں کر رہے ہوتے حتیٰ کہ بھوک اور پیاس بھی ہمیں محسوس نہیں ہوتی۔ جب ہم دن کا بڑا حصہ گزرنے پر بیدار ہوتے ہیں، تو افطار میں تھوڑا ہی وقت رہ جاتا ہے، پھر ہم پیٹ بھر کر طرح طرح کے کھانے کھاتے ہیں۔ اس قسم کی روش اپنانے والا فرد محض تکنیکی اعتبار سے کھانے اور پینے سے دور رہا ہے، اسے دراصل روزہ رکھنے کا احساس اور تجربہ نہیں حاصل ہوا۔

رسول کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے اور رہنمائی فرمائی ہے کہ ہمیں رمضان المبارک کی راتوں کو کس طور گزارنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے اپنی اس سنت کی پیروی کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ رمضان المبارک کی رات کا کم از کم کچھ حصہ عبادت میں اور نفل نمازوں کی ادائیگی میں گزارا جائے۔ اگر طلوعِ سحر یعنی سحری سے قبل نصف گھنٹہ عبادت کر لی جائے

(یعنی تہجد کی نماز ادا کر لی جائے) تو اجر وثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ رمضان المبارک وہ عظیم مہینہ ہے جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے تھے اور رسول اقدس ﷺ کے ساتھ قرآن پاک دوہرایا کرتے تھے۔

میں نے ایک بار رمضان المبارک کو ''عبادات کا تہوار'' قرار دیا تھا کیونکہ رسول اقدس ﷺ نے ہمیں اس ماہ میں ہر قسم کی عبادات کا اضافہ کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ زکوٰۃ بھی اس ماہِ مقدس میں دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ حج کے سوا ہر قسم کی عبادات کا کثرت سے اہتمام، اس ماہِ مقدس میں کیا جاتا ہے۔ جو فرد عبادت کے اس زریں موقع کو گنوا کر اپنی راتیں، سیر وتفریح میں ضائع کرتا ہے، وہ یہ تاثر دیتا ہے کہ وہ اس ماہ کو اور روزے رکھنے کو ایک بوجھ تصور کرتا ہے اور اس بوجھ کو کم سے کم کرنے کے جتن کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ اس عظیم اور بابرکت مہینے میں راتوں کو بے مقصد محفلیں جمانا، تاش کھیلنا، ٹی وی دیکھنا، ایسے فرد کا شیوہ نہیں ہوسکتا، جو اس ماہِ مقدس کی بے پناہ برکتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہو۔

مجھے احساس ہے کہ لوگ اپنی راتوں کا بڑا حصہ عبادت میں صرف نہیں کر سکتے، اگر کوئی فرد روزہ رکھتا ہے، تراویح ادا کرتا ہے، اپنے اہل خانہ کے ساتھ تھوڑی دیر گزارتا ہے اور پھر سونے کے لئے چلا جاتا ہے۔ پھر سحری کے لئے اٹھ جاتا ہے، پھر نمازِ فجر کے بعد اپنے کام پر چلا جاتا ہے تو اس کے پاس فضول قسم کی تفریحات کے لئے وقت کہاں ہوگا؟

روزے میں بیوی سے تعلق قائم کرنا

سوال: اگر کوئی فرد رمضان المبارک کے روزے کے دوران اپنی بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کر لے تو اس کا کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب: رمضان المبارک کے روزے کے درمیان اپنی بیوی سے جنسی تعلق قائم کر لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کا کفارہ بھی اسی تناسب سے ہوگا۔ اس کفارے کی وضاحت نبی کریم ﷺ نے اس وقت فرمائی جب آپ ﷺ کے ایک صحابیؓ نے آکر عرض کی کہ وہ تباہ ہو گئے، انہوں نے ماہِ رمضان المبارک کے روزے کے دوران اپنی بیوی سے جنسی تعلق قائم کرلیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کرو۔ جب صحابیؓ نے عرض کیا کہ ان کے پاس اتنی رقم نہیں کہ ایک غلام آزاد کر سکیں۔ تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھیں۔ اس کا مطلب یہ کہ ان صحابیؓ کو درمیان میں وقفہ دیئے بغیر ۶۰ دن کے روزے رکھنے تھے۔ اگر کوئی فرد اتنے روزے ایک ساتھ نہیں رکھ سکتا، اس کی صحت اجازت نہیں دیتی تو اسے چاہئے کہ وہ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ علمائے کرام کا اس بارے میں نقطہ نظر مختلف ہے کہ ایسی صورت میں عورت کو بھی کفارہ ادا کرنا ہوگا یا نہیں۔

اگر مرد نے اسے اس فعل پر مجبور کیا ہو تو اسے کفارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ وہ صرف ایک دن کا قضا روزہ رکھ لے۔ بعض علماء کے خیال میں خواہ صورت کچھ رہی ہو، خاتون کو صرف ایک قضا روزہ رکھنا ہوگا۔

جمعۃ الوداع

سوال: کیا رمضان المبارک کا آخری جمعہ کسی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے یہاں رمضان المبارک میں جمعۃ الوداع نہایت اہتمام سے منایا جاتا ہے اور اس روز مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے۔ براہِ کرم اظہارِ خیال فرمائیے۔

جواب: رمضان المبارک کے آخری جمعہ کی کوئی مخصوص اہمیت نہیں ہے۔ آپ کی یہ بات درست ہے کہ مسلم دنیا کے بعض علاقوں میں یہ دن خاصے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

لیکن قرآن مجید یا سنت رسول ﷺ میں ہمیں اس بارے میں کوئی بات نہیں ملتی۔

تاہم ہر جمعہ، مسلمانوں کے نزدیک ایک اہم دن ہے، کیونکہ اس دن کا ایک خاص وقت ایسا ہوتا ہے جب دعائیں اور عبادات قبول ہوتی ہیں۔ اگر ایسا مبارک دن، رمضان کے روزوں کی عبادت کے ساتھ وابستہ ہو جائے تو اس کی برکتیں دو چند ہو جاتی ہیں۔ اگر ایک شخص متقی ہو اور وہ رمضان کے روزے، اس عبادت کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے رکھتا ہو تو وہ اس کی برکتوں کو، سال کے عام دنوں کے مقابلے میں محسوس کر سکتا ہے۔ رمضان کے روزوں کو اللہ نے منفرد عبادت قرار دیا ہے اور جب روزے کی یہ عبادت جمعہ کے دن ہو تو عبادت کرنے والا خود کو اللہ سے قریب تر محسوس کرتا ہے۔ اس کی عبادات اور دُعاؤں کا جواب ملتا ہے لیکن اس دن کو خاص طور پر سے منانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عید کے دن روزہ

سوال: بعض حضرات کہتے ہیں کہ رمضان کے اختتام پر عید کے دن صبح طلوع آفتاب سے اس وقت تک روزہ رکھنا جب تک امام عید کا خطبہ ختم نہ کر لے، نہایت افضل ہے اور اس عبادت کا رمضان کے پورے روزے رکھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ براہِ کرم یہ فرمائیے کہ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: یہ بات قطعی غلط ہے اسے کسی بھی صورت میں درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بخاری شریف میں ابن ازہرؓ نے ان سے کہا کہ ''اللہ کے رسول ﷺ نے دو دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک دن وہ جب تم روزے ختم کرو، دوسرا دن وہ جب تم قربانی کا گوشت کھاؤ۔'' (عید الاضحیٰ کے تینوں دن روزہ نہیں رکھا جاتا) اس مستند حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ بات کیسے درست تسلیم کی جا

سکتی ہے کہ عید کے دن روزہ رکھنے کا ثواب رمضان کے روزے سے بھی زیادہ ہوگا۔ اگر چہ یہ دن کے ایک حصہ ہی میں ہو۔

شوال کے روزے

سوال: رمضان کے روزے مکمل کرنے کے بعد کیا شوال کے چھ روزے بھی فرض ہیں۔

جواب: جی نہیں، شوال کے روزے فرض نہیں ہیں، لیکن رمضان کے بعد شوال کا پہلا دن (عیدالفطر) چھوڑ کر باقی ایام میں چھ دن روزے رکھنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ روزوں کا دس گنا اجر عطا فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے ایک ماہ کے روزوں کا اجر دس ماہ کے برابر ملتا ہے اور شوال کے چھ روزے، ساٹھ دن (دو ماہ) کے برابر اجر کے حامل ہوتے ہیں۔ اس طرح جس شخص نے پورا رمضان روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے، اسے پورے سال روزے رکھنے کے برابر ثواب مل جائے گا۔ جو شخص اپنی تمام عمر رمضان اور شوال کے روزے رکھتا رہا اللہ تعالیٰ اسے پوری زندگی روزے رکھنے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

پیر اور جمعرات کو قضا روزے

سوال: اگر کسی سے ماہِ رمضان کے روزے چھوٹ گئے تو کیا وہ پیر اور جمعرات کو قضا رکھ سکتا ہے۔

جواب: اگر آپ نے رمضان میں بیماری یا سفر کے سبب چند روزے نہیں رکھے تو کسی بھی وقت اتنے دنوں کے قضا روزے رکھ سکتے ہیں۔ خواہ آپ پیر یا جمعرات کو رکھیں، خواہ غیر متواتر رکھیں یا متواتر رکھیں، یہ آپ کی مرضی ہے۔ اگر آپ پیر اور جمعرات کے روزے رکھیں گے تو اس طرح آپ کے ثواب میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ آپ کو رمضان کے قضا

روزے رکھنے کا اجر ملے گا۔ اگر آپ نے کسی اور وجہ سے رمضان کا کوئی روزہ چھوڑ دیا تو آپ اس کی قضا نہیں رکھ سکتے۔ آپ کو اس کے بدلے کفارہ دینا ہوگا کیونکہ آپ نے فرض ترک کیا ہے۔ رمضان کا کوئی روزہ کسی اور دن نہیں رکھا جاسکتا۔ آپ اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔

ماہ شوال کے روزے

سوال: پچھلے چند سال سے میں ماہ شوال کے چھ روزے اس نیت سے رکھ رہی ہوں کہ میرے رمضان کے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا ادا ہو جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ میں ایسا نہیں کرسکتی۔ وہ کہتے ہیں جب تک میں قضا روزے پورے نہ کرلوں، میں نفلی روزے نہیں رکھ سکتی۔ مجھے کیا کرنا چاہئے......؟

جواب: رمضان کے بعد ماہ شوال کے ۶ نفلی روزے رکھنے کی ہر ایک کو ترغیب دی گئی ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ ۶ روزے رمضان کے فوراً بعد آنے والے مہینے یعنی شوال میں رکھے جانے چاہئیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ روزے شوال اور شوال کے بعد پورے سال کسی وقت بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نیک کام کا ۱۰ گنا اجر عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ رمضان کے مہینے کے روزوں کا ثواب ۱۰ ماہ کے روزوں کے برابر ہے۔ اگر کسی نے ۶ نفلی روزے رکھے تو اسے ۶۰ نفلی روزوں کا اجر ملا۔ گویا اس نے پورے سال کے روزوں کا ثواب کمایا۔

جب رمضان المبارک گزر جائے تو آپ کو پہلے ان روزوں کی قضا پوری کرنا چاہئے جو آپ نے رمضان کے دوران نہیں رکھے۔ جب آپ قضا روزے رکھ لیں تو اگر آپ نے کسی وجہ سے روزے رکھنے کی منت مانی ہوئی ہے تو پہلے آپ منت کے روزے پورے

کریں۔ اگر آپ کے ذمے اس قسم کے روزے نہیں ہیں تو پھر آپ نفلی روزے رکھ سکتے ہیں۔ آپ بیک وقت دو اقسام کے روزوں کی نیت نہیں کرسکتیں یا ایک ہی دن کے روزوں کو دو نیتیں نہیں کرسکتیں کہ یہی روزہ قضا بھی ہے اور یہی روزہ نفلی روزہ بھی ہے۔

اگر آپ شوال میں روزے رکھیں تو پہلے آپ کو چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا ادا کرنی ہوگی۔ اگر آپ شوال کے شروع میں قضا روزے رکھ لیں تو بھی شوال کے چھ نفلی روزے رکھنے کے لئے آپ کے پاس خاصا وقت ہوگا، ورنہ نفلی روزے بعد میں رکھے جا سکتے ہیں۔

آپ نے ماضی میں جو کیا، سو کیا۔ آپ نے پہلے نفلی روزے رکھے اور بعد میں رمضان کے قضا روزے رکھے تو یہ آپ کا طرزِ عمل غلط تھا، تاہم آپ کے روزے ادا ہو گئے۔ اگر آپ نے دونوں نیتوں کے ساتھ شوال کے روزے رکھے تو یہ روزے محض قضا شمار کئے جائیں گے۔ آئندہ آپ قضا روزے پہلے رکھا کریں۔

انتہائی شمالی علاقوں میں روزہ کیسے رکھیں؟

سوال: میری رہائش سویڈن میں ہے جہاں بعض علاقے ایسے ہیں کہ وہاں سورج موسم گرما میں کئی کئی ماہ تک نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ ایسے علاقوں میں روزے رکھنے کا اہتمام کیوں کر ممکن ہے؟

جواب: اسلام ایسا مذہب ہے جو تمام انسانوں کو اپنا پیغام دیتا ہے۔ چنانچہ اسے اس قسم کے سوال کا جواب بھی فراہم کرنا چاہیے، خواہ کسی علاقے میں رہائش پذیر مسلمانوں کی تعداد کتنی ہی کم کیوں نہ ہو۔

لندن کے اسلامی ثقافتی مرکز میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں یورپ اور

مشرق وسطیٰ کے اعلیٰ تعلیم یافتہ علماء اور دانشور حضرات شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے شمالی ممالک میں نماز اور روزے جیسی عبادات کی ادائیگی میں درپیش مسائل کا جائزہ لیا۔ کانفرنس کے شرکاء نے شمالی خطے کے ممالک کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان کا جائزہ لیا۔ ایک وہ جو ۴۵ اور ۶۷ درجے عرض البلد کے درمیان واقع ہے اور دوسرے وہ جو ۶۷ درجے عرض البلد سے آگے واقع ہے۔ پہلے زمرے میں جو ممالک آتے ہیں، وہاں دن رات کے درمیان واضح امتیاز محسوس کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ سال کے تمام دنوں میں وہاں سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ تاہم جوں جوں شمال کی طرف بڑھتے جائیں، سورج کے غائب رہنے کا وقفہ قلیل سے قلیل تر ہوتا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں روزہ رکھنے والے مسلمانوں کو وہی اصول اپنانا ہوگا کہ سورج کے طلوع ہونے پر روزے کا آغاز کریں اور سورج غروب ہونے پر افطار کر لیں، چاہے سورج صرف نصف گھنٹے کے لئے غروب ہوتا ہو۔ جب سورج غروب ہو تو روزہ افطار کر کے پیٹ بھر کر کھانا کھا سکتا ہے۔ یہ غذا اس کے تمام دن کے لئے سہارا بن سکتی ہے۔ پھر وہ مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا کرے اور اپنا روزہ برقرار رکھے گا۔

جو افراد یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کا طویل روزہ ان کی صحت کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا، انہیں اتنے ہی روزے سال کے کسی اور حصے میں رکھنے ہوں گے۔

روزے رکھنے کے بجائے غریبوں کو کھانا کھلانا

سوال: از راہِ کرم یہ بتایئے کہ روزہ رکھنے کے بجائے کسی ضرورت مند کو کھانا کھلانے کے بارے میں قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے؟

جواب: روزوں کا حکم جب پہلی بار دیا گیا تو یہ صرف چند دنوں کے لئے تھے۔ ہجرت کے

دوسرے سال رمضان کے پورے مہینے کے روزے ہراس مسلمان بالغ مرد وعورت پر فرض کر دیئے گئے جو روزہ رکھنے کی قوت رکھتا ہو۔ صرف دو صورتوں میں سے کسی ایک میں مسلمان کو یہ اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ پہلی صورت سفر کی اور دوسری بیماری کی ہے۔ ان دو وجوہ کی بنا پر روزہ قضا کرنے والے پر یہ لازم ہے کہ وہ رمضان کے بعد جب سفر یا بیماری کی حالت میں ہو تو قضا روزوں کی تعداد کے برابر روزے رکھے۔ قضا روزوں کے لئے یہ سہولت دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے تو وہ مسلسل روزے نہ رکھے، وہ اپنی سہولت سے وقفہ کر کے رکھ سکتا ہے۔ دوسری رعایت یہ ہے کہ قضا روزے رمضان کے بعد فوری طور پر رکھنا لازمی نہیں ہے، یہ آئندہ رمضان کے آغاز سے پہلے سال کے دوران کسی بھی وقت رکھے جا سکتے ہیں۔

اسلام کے ابتدائی دور میں رمضان کے روزے تمام مسلمانوں پر فرض نہیں تھے۔ روزہ رکھنے کی ترغیب دی گئی تھی اور یہ اجازت تھی کہ جو روزہ نہ رکھے وہ روزہ کے بدلے ایک غریب شخص کو ایک دن کا کھانا کھلا دے۔ اس بات کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی کہ ایک سے زائد غرباء کو کھانا کھلایا جائے۔ بعد میں جب روزے فرض کر دیئے گئے تو روزہ رکھنے کے بدلے مستحقین کو کھانا کھلانے کی سہولت واپس لے لی گئی۔ اب ہر بالغ مسلمان پر روزہ رکھنا فرض کر دیا گیا تاہم ایسے افراد کے لئے یہ سہولت بحال رہی جو کسی معقول عذر کی بناء پر سال بھر روزہ نہیں رکھ سکتے۔ ان میں ضعیف افراد اور مہلک امراض میں مبتلا افراد شامل ہیں جو کمزوری یا بیماری کی وجہ سے پورے سال روزہ نہیں رکھ سکتے۔ ایسے افراد اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ روزہ کے بدلے مستحق شخص کو کھانا کھلائیں۔

رمضان المبارک یا شب قدر میں انتقال کی اہمیت

سوال: ایک عورت جس نے زندگی بھر اسلامی تعلیمات کی طرف دھیان نہ دیا۔ وہ نشہ آور مشروبات سے بھی شغل کرتی رہی اور یہ تک سمجھا جاتا ہے کہ وہ اخلاق باختہ عورت تھی۔ اس کا انتقال رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب کو ہوگیا۔ کچھ لوگوں کا اصرار ہے کہ اس خاص شب یعنی شب قدر کو انتقال ہو جانے کی وجہ سے ممکن ہے کہ اس عورت کے گناہ معاف کر دیئے جائیں کیونکہ یہ پورا مہینہ رحمتوں کا ہے اور خاص طور پر یہ رات تو بڑی برکتوں والی ہے۔ تاہم محلے والوں نے اس عورت کی میت مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اسے ایک عام میدان میں دفنا دیا گیا۔ براہ کرم تبصرہ کیجئے۔

جواب: یہ کسی انسان کا کام نہیں کہ وہ فیصلے کرے کہ کسی کے گناہ بخشے جائیں گے یا نہیں۔ اس عورت کے تمام گناہ بخشے جانے کا معاملہ ایسا ہے کہ جن کا فیصلہ صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کر سکتے ہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کسی کے بھی گناہ معاف کر سکتے ہیں، خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سچے دل سے توبہ کی جائے اور عزم کیا جائے کہ دوبارہ گناہ کے راستے پر نہیں چلیں گے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو یقیناً علم ہے کہ کوئی فرد اپنی توبہ میں مخلص ہے یا نہیں۔ انہوں نے ان تمام لوگوں کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے جو سچے دل سے توبہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ہمیشہ اپنا وعدہ پورا فرماتے ہیں۔ چنانچہ اگر اس عورت نے توبہ کر لی تھی اور وہ اپنے ربّ کی طرف اخلاص کے ساتھ لوٹ گئی تھی اور اس سے مغفرت چاہی تھی تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ رحمان ورحیم نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہوں۔

دوسری جانب کسی کی موت کے وقت سے اس کی مغفرت کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ درست

ہے کہ رمضان المبارک کی ۲۷ویں شب، شب قدر ہوسکتی ہے اور یہ بڑی اہم رات ہے۔ قرآن پاک نے اسے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے لیکن اس رات کسی کا انتقال ہو جانے کی کوئی اہمیت نہیں۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ جس فرد کا انتقال ہوا ہے، وہ اپنی زندگی بھر رسول کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتا رہا اور اپنا وقت عبادت میں صرف کرتا رہا ہو۔ یہ ہمارے اعمال ہیں جو ہمارے مرتبہ اور مقام کا تعین کرواتے ہیں۔ ہماری پیدائش یا موت کے اوقات اور حالات کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

(یہ سوال جواب ''اسلامی طرز فکر'' مرتبہ عادل صلاحی سے ماخوذ ہیں)

صیام الدھر:

عن ابو قتادہؓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر مہینے تین روزے اور رمضان سے رمضان تک یہ زمانے بھر (پوری زندگی) کے روزے ہیں۔'' (مسلم)

عن عبداللہ ابن عباسؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَوْمُ شَھْرِ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ یُذْھِبْنَ وَحَرَ الصَّدْرِ۔

''صبر کے مہینے (ماہ رمضان) اور پھر ہر ماہ کے تین ایام کے روزے سینے کے کینہ کو دور کر دیتے ہیں۔'' (الترغیب والترھیب: ۱۰۳۲)

''جو شخص توحید و رسالت کی گواہی دے، فرض نمازوں کی پابندی کرے، زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے وہ صدیقین اور شہدا میں شامل ہوگا۔''

(ابن حبان ۱۰۰۳)

عید مبارک

جو خوش نصیب عید کی مبارک اور خوشی کے واقعی حق دار ہیں۔ ان کا ایمان افروز حال خود نبی کریم ﷺ سے سنئے۔ آپؐ نے فرمایا:

جب عید کی صبح نمودار ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو ہر شہر اور ہر بستی کی طرف روانہ کر دیتے ہیں۔ فرشتے زمین میں اُتر کر ہر گلی اور ہر راستے کے موڑ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکارتے ہیں۔ ان کی پکار ساری مخلوق سنتی ہے سوائے انسانوں اور جنوں کے۔ وہ پکارتے ہیں:

"اے محمد ﷺ کی اُمت کے لوگو! نکلو اپنے گھروں سے اور چلو اپنے پروردگار کی طرف! تمہارا رب بہت ہی زیادہ دینے والا اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔"

پھر جب اہل ایمان عید کی نماز کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں تو اللہ عزوجل فرشتوں سے مخاطب ہو کر سوال کرتے ہیں:

"اس مزدور کا کیا صلہ ہے جس نے اپنے رب کا کام پورا کیا؟"

فرشتے کہتے ہیں:

"اے ہمارے معبود! اس مزدور کا صلہ یہ ہے کہ اسے بھرپور مزدوری دی جائے۔"

اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنے بندوں کو جو رمضان بھر روزے رکھتے رہے اور راتوں کو قیام کرتے رہے، اس کے صلے میں اپنی خوشنودی سے نواز

دیااوران کی مغفرت فرمادی۔''

پھراللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں سے کہتے ہیں:

''میرے پیارے بندو! مانگو جو کچھ مانگتے ہو، مجھے میری عزت کی قسم! مجھے میرے جلال کی قسم! آج عید کے اس اجتماع میں تم اپنی آخرت کے لیے مجھ سے جو مانگو گے، اس میں بھی تمہاری بھلائی کو پیش نظر رکھوں گا۔ جب تک تم میری جانب رجوع کرتے رہو گے۔ میں تمہاری خطاؤں پر پردہ ڈالتا رہوں گا۔ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں کے سامنے ہرگز ذلیل اوررُسوانہ کروں گا۔ جاؤتم اپنے گھروں کو بخشے بخشائے لوٹ جاؤ۔ تم مجھے راضی کرنے میں لگے رہے ہو، میں تم سے راضی ہوگیا۔''

فرشتے اس بشارت پر خوشی سے جھوم اُٹھتے ہیں اوراللہ کی اس بخشش پر خوشیاں مناتے ہیں۔ جووہ اپنے بندوں پر فرماتا ہے۔(الترغیب ج ۲،ص ۱۰۱)

یوم عید:

یوم التمنیة ویوم التعزیه

عیدکادن مبارک بادکادن ہےاورتعزیت کادن بھی!!

تمنیه لمن قضی عنه رمضان مشکورا

مبارک باداس کے لیےجس سے رمضان خوش خوش رخصت ہوا۔

تعزیه لمن قضی عنه رمضان مهجورا

''افسوس اورتعزیت اس کے لیےجس سے رمضان رخصت ہوگیااوروہ اس سےمحروم ہی رہا۔''

نبی کریم ﷺ نے ایک روز اپنے منبر کی سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے فرمایا آمین...... صحابہ کرامؓ کے استفسار پرآپ نے بتایا کہ جبرئیل علیہ السلام ارشادفرمارہے تھے:

''اللہ اس شخص کو ہلاک کر دے جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور پھر بھی اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا۔''

جبرئیل علیہ السلام کی اس تنبیہ پر حضور ﷺ نے آمین کہا۔

فی الواقع عید کی خوشی میں اس بدنصیب کا کوئی حصہ نہیں ہے جو رمضان کی برکتوں سے محروم رہا اور اس نے اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا۔

عید کی خوشی تو اس کے لیے ہے جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہو کر کہہ سکے کہ

''میرے رب! آپ نے جو مبارک ساعتیں مجھے عطا فرمائیں میں نے انہیں ضائع نہیں کیا۔ میں دن میں بھی آپ کی خوشی کے لیے کام کرتا رہا اور شب میں بھی آپ کی رضا کا متلاشی رہا۔''

ایسے خوش بخت بندوں کے لیے حضور ﷺ نے خبر دی:

''رمضان کی آخری رات میں آپ کی اُمت کے لیے مغفرت اور بخشش کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔''

آپؐ سے دریافت کیا گیا:

''یارسول اللہ! کیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟''

آپؐ نے فرمایا:

''لیلۃ القدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کر دے تو اس کو پوری اُجرت مل جاتی ہے۔'' (مسند احمد)

یہ خوش نصیب اہل ایمان یہ خوش خبری پا کر خوشی سے اپنے رب کے حضور جھک جاتے ہیں۔ عید کا دوگانہ ادا کرتے ہوئے ان کا رواں رواں پکار اُٹھتا ہے:

اللہ ہی کے فضل و کرم سے ہمیں رمضان کی یہ مبارک ساعتیں نصیب ہوئیں اور اسی کی توفیق سے ہم قیام و صیام، تلاوت و تسبیح، صدقہ و خیرات اور دوسری عبادات بجالائے۔ اگر اس کی عنایت شامل حال نہ ہوتی تو ہم کچھ بھی نہ کر سکتے۔

عید کا دن خوشیوں کے اظہار کا دن ہے۔ اللہ کی حمد وثنا اور تکبیر و تہلیل کا دن ہے۔

خوشی کے اظہار کے لیے بندۂ مومن بے اختیار اپنے رب کی کبریائی بیان کرتا ہے۔

اس لیے کہ اس نے اپنے فضل سے یہ دن نصیب فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اللّٰہ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمْد

عید کا چاند نظر آنے سے لے کر عید کی نماز کی ادائیگی تک کثرت سے تکبیریں پڑھنا مسنون ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۵۶۰۰)

جذبہ شکر گزاری کے ساتھ وہ صدقہ فطر ادا کرتا ہے تا کہ خوشی کے اس دن کوئی مسلمان بھائی وسائل کی کمی کی وجہ سے خوشی منانے سے محروم نہ رہ جائے۔

- صاحب خانہ اپنے گھر کے تمام افراد کی جانب سے نماز عید کی ادائیگی سے پہلے ہی یہ صدقہ ادا کر دیتا ہے۔
- عید کے روز وہ صبح سویرے مسواک کرتا ہے، غسل کرتا ہے، بہترین لباس پہنتا اور خوشبو لگاتا (مردوں کے لیے) ہے۔
- نماز عید کی دو رکعتوں سے پہلے اور بعد میں کوئی دوسری نفل نماز نہیں ادا کرتا۔

(صحیح بخاری ۹۸۹)

- نماز عید کے لیے جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا سنت ہے اور پھر خوشی خوشی عید کی نماز کے لیے چل پڑتا ہے۔ (صحیح بخاری ۹۵۳)
- نماز عید میں شرکت کے لیے خواتین کو بھی ترغیب دی گئی ہے۔ یوں پورا خاندان اظہارِ تشکر میں اپنے رب کے حضور جھک جاتا ہے۔ (صحیح مسلم ۲۰۵۴)
- وہ عید گاہ جانے اور آنے کے لیے الگ الگ راستے اختیار کرتا ہے تا کہ بستی کا ہر راستہ اس کی خوشی میں شریک ہو۔

خوشی کے اظہار میں وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ یوں اہل ایمان کی بستیاں ان کے ایمان اور اطاعت کے جذبات کی گواہ بن جاتی ہیں۔ عید کے روز اعزو اقارب اور احباب سے ملاقات محبت بڑھانے کا سبب بنتی ہے۔ صحابہ کرامؓ اس موقع پر ایک دوسرے کو یہ دعا دیتے ہیں:

تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے (رمضان کی عبادات کو) قبول فرمائے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ۶۳۹۰)

روزے کے تین مراتب ہیں:

۱) عوام کا روزہ:

پیٹ اور شرم گاہ کو اس کی خواہش پورا کرنے سے روک رکھنا۔

۲) خواص کا روزہ:

نگاہ، زبان، ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ اور سب کے سب اعضاو جوارح کو اللہ جل جلالہٗ کی معصیت کے کاموں سے باز رکھنا۔ حتیٰ کہ لایعنی امور سے خود کو محفوظ رکھنا۔

۳) خاص الخواص کا روزہ:

دل ہر غلط سوچ اور ارادے کے معاملہ میں روزہ دار ہو جائے، وہ سب افکار اور خیالات جو آدمی کو اللہ سے دور کریں یا اللہ کی نگاہ میں آدمی کی وقعت کم کر دینے والے ہوں آدمی کے ہاں متروک ہو کر رہ جائیں۔ قلب کی دنیا میں بندہ اللہ کے سوا دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو جائے۔ (ابن قدامہ)

ہمارا نصب العین

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق انسانی زندگی کی تعمیر اور خدمت انسانیت کے ذریعہ رضائے الٰہی کا حصول

اغراض و مقاصد

① ڈاکٹروں کو اسلام کے عملی تقاضے پورا کرنے کی ترغیب دلانا اور اس تنظیم کے نصب العین سے اتفاق رکھنے والے ڈاکٹروں کو ایک پلیٹ فارم پر منظّم کرنا۔

② ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے عوام سے رابطہ کے مواقع کو دین کی دعوت کے لیے استعمال کرنا۔

③ اس تنظیم سے وابستہ ڈاکٹروں کی فکری، اخلاقی اور پیشہ ورانہ تربیت کا مؤثر انتظام کرنا۔

④ پیشہ ورانہ میڈیکل تنظیموں کو صحیح اور تعمیری خطوط پر استوار کرنا اور پیشہ طب سے متعلق افراد کے جائز مسائل کو مثبت انداز میں حل کرنے کی کوشش کرنا۔

⑤ ملک میں صحت کو مؤثر پالیسی اور طبی تعلیم کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی کوشش کرنا۔

⑥ میڈیکل پروفیشن سے متعلق خدمت خلق کے کام سرانجام دینے کے پروگرام وضع کرنا اور اُن کے ذریعے عوام تک اسلام کی دعوت پہنچانا۔

''رمضان کی آخری رات میں
آپ ﷺ کی اُمت کے لئے
مغفرت اور بخشش
کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔''
آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا:
یا رسول اللہ ﷺ! کیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا:

''شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ
عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کر دے
تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے''
(مسند احمد)

پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن
(شعبہ خواتین)